التقوى - أهميتها وثمراتها وبواعثها

أ. د/ فضل إلهي

تقویٰ

اہمیت، برکات، اسباب

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

التقوى - أهميتها وثمراتها وبواعثها أ. د/ فضل إلهي

تقویٰ

اَہمیّت، برکات، اَسباب

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

فہرست موضوعات

پیش لفظ

مبحث اوّل
تقویٰ کا مفہوم

مبحث دوئم
تقویٰ کی اہمیت

(۵)

نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کا سوال کرنا

(۶)

بیانِ آیات کا مقصود لوگوں کو متقی بنانا

(۷)

نیکی کا صرف متقیوں سے قبول کیا جانا

(۸)

تقویٰ مقصودِ عبادت

(۹)

ہدایت کا متقیوں کے ساتھ خاص ہونا

(١٣)

صرف متقیوں کو کھانا کھلانے کا حکم نبوی ﷺ

(١٤)

تقویٰ کا عزیمت والے کاموں میں سے ہونا

مبحث سوئم

تقویٰ کی برکات

(١)

اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و تکریم پانا

(۳)

رسول کریم ﷺ کی دوستی کا حصول

(۴)

محبوب الٰہی بننا

(۱۰)

دشمنوں کے مکر سے بچاؤ

(۱۱) / (۱۲)

غم سے نجات / خارج از تصور جگہ سے رزق

(۱۵)

قابلِ تعریف انجام کار

(۱۶)

جہنم سے نجات

(۱۷)

جنت کی وراثت

(۱۸)

حصول فلاح

(۱۰)

قصاص

(۱۱)

مشکوک چیز کو ترک کرنا

(۱۲)

(۱۳)

متقی لوگوں کی صحبت کا اختیار کرنا

(۱۴)

حرف آخر

نتائج کتاب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ. وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمَ.

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. ﴾ ❶

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا. ﴾ ❷

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا. يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا. ﴾ ❸

اما بعد!

تقویٰ سراپا خیر اور مجسمہ برکت ہے۔ اللہ کریم نے اس کی وصیت پہلے اور پچھلے سب لوگوں کو فرمائی ۔ دنیا میں انسان کو حاصل ہونے والی چیزوں میں سے یہ بہترین نعمت ہے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يُرِيْدُ الْمَرْءُ يُؤْتَى مُنَاهُ وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا مَا أَرَادَ

يَقُوْلُ الْمَرْءُ فَائِدَتِيْ وَمَالِيْ وَتَقْوَى اللّٰهِ أَفْضَلُ مَا اسْتَفَادَ ❹

[بندہ اپنی خواہش پوری کرنا چاہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ انکار فرماتے ہیں، مگر جس کا وہ [خود]

---

❶ سورة آل عمران/ الآية ۱۰۲.

❷ سورة النساء/الآية الأولى.

❸ سورة الأحزاب/ الآيتان ۷۰-۷۱.

❹ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۱۶۲/۱.

ارادہ فرمائیں۔

بندہ کہتا ہے: ''میرا فائدہ اور میرا مال۔'' اور حاصل شدہ چیزوں میں سے بہترین چیز تقویٰ ہے۔]

لیکن لوگوں کی اکثریت تقویٰ کے متعلق کوتاہی کا شکار ہے۔ اس کوتاہی کے متعدد اسباب ہیں اور ان میں سے ایک تقویٰ کی حقیقت، اہمیت، ثمرات و برکات اور اسباب کے متعلق یا ان میں سے بعض کے بارے میں ان کی جہالت یا غفلت ہے۔

میں نے خود اپنے آپ اور پھر دوسروں کی آگاہی اور یاددہانی کی خاطر توفیق الٰہی سے اس کتاب میں [تقویٰ] ہی کے متعلق درج ذیل چار سوالات کے جوابات عرض کرنے کا عزم کیا ہے:

١: تقویٰ کیا ہے؟

٢: اس کی اہمیت کیا ہے؟

٣: اس کی برکات وثمرات کیا ہیں؟

۴: اس کے حصول کے لیے کیا اسباب و وسائل ہیں؟

کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں:

ربِ رحمٰن ورحیم کے فضل وکرم سے اس سلسلہ میں درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

١: کتاب کی اساس اور بنیاد کتاب وسنت ہے۔

٢: احادیث شریفہ کو غالبًا ان کے مراجع اصلیہ سے نقل کیا گیا ہے۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے نقل کردہ احادیث کے متعلق علمائے حدیث کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کی صحت پر اجماع اُمت کے پیش نظر ان کے متعلق کسی کا قول ذکر نہیں کیا گیا۔ [1]

٣: آیات شریفہ اور احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے وقت کتب تفسیر وشروح حدیث سے

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مقدمة النووي لشرحه على صحيح مسلم ص١٤؛ ونزهة النظر شرح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر ص٢٩.

استفادہ کی کوشش کی گئی ہے۔

۴: تفصیلی معلومات کے خواہش مند حضرات کی سہولت کے پیش نظر کتاب کے آخر میں مراجع و مصادر کے متعلق معلومات درج کر دی گئی ہیں۔

خاکہ کتاب:

رب رؤف و وَدُود کی عنایت سے کتاب کی تقسیم درج ذیل صورت میں کی گئی ہے:

پیش لفظ

مبحث اوّل: تقویٰ کا مفہوم

مبحث دوئم: تقویٰ کی اہمیت

مبحث سوئم: تقویٰ کی برکات

مبحث چہارم: اسباب تقویٰ

حرف آخر:

نتائج کتاب

اپیل

شکر و دعا:

بندہ پر تقصیرا پنے رب کریم کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہے، کہ انہوں نے مجھ ایسے ناکارے اور کمزور کو اس عظیم الشان موضوع کے متعلق کام شروع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ صرف اور صرف ان ہی کی عنایت و نوازش اور پھر میرے گرامی قدر والدین محترمین کی رات کی تاریکیوں اور دن کے اُجالوں میں بہت طویل عاجزانہ التجاؤں کا نتیجہ ہے۔ اللہ کریم میرے والدین محترمین پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسائیں۔(رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيْرًا).

اپنی اہلیہ محترمہ کے لیے دعا گو اور شکر گزار ہوں، کہ انہوں نے میری مصروفیات کا خیال رکھتے ہوئے میری خدمت کی، اپنے بیٹے حافظ سجاد الٰہی اور عزیز القدر عمر فاروق قدوسی کے لیے بھی دعا گو اور

شکر گزار ہوں، کہ ان دونوں نے کتاب کی مراجعت میں تعاون کیا۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور اس حقیر کاوش کے ثواب میں شریک فرمائیں۔ إِنَّهُ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.

رب حي و قيوم اس کتاب کو میرے اور سب قارئین کرام کے لیے باعث برکت اور ذریعہ نجات اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے مفید اور نفع بخش بنائیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ. وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

فضل الٰہی

بروز منگل ١٩ رجب ١٤٢٧ھ

بمطابق ١٥ اگست ٢٠٠٦ء

اسلام آباد

مبحث اوّل

تقویٰ کا مفہوم

ا۔لغوی معنی:

علمائے اُمت نے تقویٰ کے لغوی معنی کو خوب واضح کیا ہے۔ذیل میں تین علماء کے اقوال توفیق الٰہی سے نقل کیے جارہے ہیں:

ا: علامہ فیروز آبادی نے تحریر کیا ہے:"وَقَاهُ ، وُقْيًا، وَوِقَايَةٌ ، وَوَاقِيَةً " اس کو بچایا اور اسم [تقویٰ] ہے۔ ❶

۲: علامہ زمخشری رقم طراز ہیں:"[الْمُتَّقِيْ][تقویٰ اختیار کرنے والا][وَقَاهُ فَاتَّقَى] [اس کو بچایا، سو وہ بچ گیا] سے اسم فاعل ہے اور [الْوِقَايَة] بہت زیادہ بچاؤ کرنا ہے۔ ❷

۳: علامہ راغب اصفہانی نے قلم بند کیا ہے:"[التَّقْوٰى] کے معنی کے بارے میں تحقیق یہ ہے، کہ نفس کو اس چیز سے بچانا،جس سے اس کو اندیشہ ہو۔" ❸

ب۔شرعی معنی:

علمائے اُمت نے تقویٰ کے شرعی معنی کی بھی خوب وضاحت کی ہے۔توفیق الٰہی سے ذیل میں چند ایک عبارات پیش کی جارہی ہیں:

ا: علامہ قرطبی نے نقل کیا ہے، کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما سے تقویٰ کے بارے میں استفسار کیا،تو انہوں نے کہا:"کیا آپ کبھی خاردار راستے میں چلے ہیں؟"
انہوں نے جواب دیا:"ہاں۔"

---

❶ ملاحظہ ہو:القاموس المحيط، مادة "وقى"، ٤٠٣/٤ . نیز ملاحظہ ہو:لسان العرب المحيط، مادة "وقى"، ٩٧١/٣.

❷ الكشاف ١٩/١؛ نیز ملاحظہ ہو: التفسير الكبير ٢٠/١؛ وتفسير البيضاوي ١٦/١؛ و تفسير أبي السعود ٢٧/١؛ وروح المعاني ١٠٨/١.

❸ المفردات في غريب القرآن ، مادة "وقى"، ص ٥٣٠.

انہوں نے دریافت کیا: ''تو آپ نے کیا کیا؟''
انہوں نے جواب دیا: ''میں آستین چڑھالیتا ہوں اور محتاط ہو جاتا ہوں۔''
انہوں نے فرمایا: ''سو یہی تقویٰ ہے۔'' ❶

۲: علامہ قرطبی نے لکھا ہے ''ابن المعتز نے یہی معنی لے کر اس کو شعروں میں بیان کیا ہے، انہوں نے کہا:

خَلِّ الذُّنُوْبَ صَغِيْرَهَا وَكَبِيْرَهَا ذَاكَ التُّقٰى
وَاصْنَعْ كَمَاشٍ فَوْقَ أَرْ ضِ الشَّوْكِ يَحْذَرُ مَا يَرٰى
لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيْرَةً إِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحِصٰى'' ❷

[چھوٹے، بڑے گناہوں کو چھوڑ دو، یہ تقویٰ ہے۔ کانٹوں والی زمین پر چلنے والے کی طرح کرو، جو اس سے بچتا ہے، جو کہ وہ دیکھتا ہے۔
صغیرہ [گناہ] کو معمولی نہ سمجھو، بلاشبہ پہاڑ کنکریوں سے [بنتے] ہیں۔]

۳: امام طبری کی رائے میں [اَلْمُتَّقِيْنَ] ❸ کی بہترین تفسیر یہ ہے، کہ بلاشبہ وہ، وہ لوگ ہیں، جو کہ منہیات کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے، ان کی نافرمانیوں سے بچتے ہیں، اور تقویٰ اختیار کرتے ہوئے، ان کے احکامات کو بجا لا کر ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ ❹

۴: علامہ راغب اصفہانی نے تحریر کیا ہے: ''عرف شریعت میں تقویٰ سے مراد: گناہ گار کرنے والی چیز سے نفس کو بچانا ہے اور یہ ممنوعہ باتوں کو چھوڑنے سے ہے اور اس کی تکمیل بعض جائز چیزوں کو ترک کرنے سے ہوتی ہے۔'' ❺

---

❶ تفسیر القرطبي ۱/۱۶۱۔۱۶۲. امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کا اسی جیسا مفہوم نقل کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح القدیر ۱/۵۳).

❷ تفسیر القرطبي ۱/۱۶۳. ❸ [المتقین] تقویٰ والے لوگ۔

❹ ملاحظہ ہو: تفسیر الطبري ۱/۳۳۳۔۳۳۴. (ط: دار المعارف بمصر).

❺ المفردات في غريب القرآن، مادة ''وقى''، ص ۵۳۰۔۵۳۱.

۵: علامہ زمخشری [الْمتَّقِيُ] کی تعریف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''شریعت میں اس سے مراد وہ شخص ہے، جو کہ اپنے نفس کو سزا کا مستحق ٹھہرانے والی چیز سے بچاتا ہے، اس کا تعلق خواہ کسی کام کے کرنے سے ہو، یا چھوڑنے سے۔'' [1]

۶: امام نووی نے تقویٰ کی تعریف کرتے ہوئے قلم بند کیا ہے: ''ان [اللہ تعالیٰ] کے امر و نہی کی پابندی کرنا، اور اس کا معنی [اللہ] سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضی اور عذاب سے بچنا ہے۔'' [2]

۷: شیخ ابن عاشور رقم طراز ہیں: ''شرعی تقویٰ: اوامر کو بجا لانا، کبائر میں سے منہیات سے اجتناب کرنا اور ظاہری اور باطنی طور پر صغائر کے ارتکاب میں لاپرواہی نہ کرنا ہے۔ یعنی [ہر] اس [کام] سے بچنا ہے، جس کا کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور سزا کا سبب بنے۔'' [3]

پس جو شخص معصیتِ الٰہی سے گریز نہیں کرتا، گناہ نہیں چھوڑتا اور اپنا دامن ان سے نہیں بچاتا، وہ متقی نہیں۔

اسی طرح جو شخص اپنی زبان سے وہ بولتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں، اپنی آنکھوں سے وہ دیکھتا ہے، جس کو انہوں نے حرام قرار دیا ہے، اپنے کانوں سے وہ سنتا ہے، جس سے وہ نفرت کرتے ہیں، اپنے ہاتھوں سے وہ پکڑتا ہے، جس کے پکڑنے پر وہ ناخوش ہوتے ہیں، اپنے قدموں کو اس طرف حرکت دیتا ہے، جس کو وہ اچھا نہیں سمجھتے یا وہ چیز کھاتا ہے، جس پر انہوں نے حرام کا حکم لگایا ہے، تو ایسا شخص یقیناً تقویٰ والوں میں سے نہیں ہے۔

جس شخص نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور سزا کا مستحق بنایا، تو یقیناً اس نے خود کو متقی لوگوں کی جماعت سے دور کر دیا۔ منہیات کا ارتکاب کرنے والے، اوامر کی ادائیگی سے پیچھے رہنے والے کا تقویٰ سے کیونکر تعلق ہو سکتا ہے؟

جو شخص وہاں پایا گیا، جہاں ہونے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اور وہاں نہ ہوا، جہاں اس کو موجود رہنے کا حکم دیا گیا ہے، تو ایسے شخص کو متقین سے اپنی نسبت کرنا کیسے زیب دے سکتا ہے؟

---

[1] الكشاف ١/١١٩؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير البيضاوي ١/١٦؛ وكتاب التعريفات ص ٦٨؛ وتفسير أبي السعود ١/٢٧-٢٨.

[2] تحرير ألفاظ التنبيه ص ٣٢٢.

[3] تفسير التحرير والتنوير ١/٢٢٦.

مبحث دوئم

تقویٰ کی اہمیت

تمہید:

قرآن و سنت کی متعدد نصوص سے تقویٰ کی شان وعظمت اور قدر و منزلت اُجاگر ہوتی ہے، اس مقام پر توفیق الٰہی سے بعض نصوص کے حوالے سے درج ذیل عناوین کے ضمن میں گزارشات پیش کی جارہی ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ کا تمام انسانیت کو حکم تقویٰ

۲: انبیاء علیہم السلام کو دعوتِ تقویٰ دینے کا حکمِ الٰہی

۳: سابقہ انبیاء علیہم السلام کا دعوتِ تقویٰ دینے کا اہتمام

۴: نبی کریم ﷺ کا دعوتِ تقویٰ کے لیے اہتمام

۵: نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کا سوال کرنا

۶: بیان آیات کا مقصود لوگوں کو متقی بنانا

۷: نیکی کا صرف متقیوں سے قبول کیا جانا

۸: تقویٰ کا مقصودِ عبادت ہونا

۹: ہدایت کا متقیوں کے ساتھ خاص ہونا

۱۰: بہترین زادِ راہ تقوی

۱۱: بہترین لباس تقویٰ

۱۲: تونگری اور صحت کی خیر کا تقویٰ کے ساتھ مشروط ہونا

۱۳: صرف متقیوں کو کھانے کھلانے کا حکم نبوی ﷺ

۱۴: تقویٰ کا عزیمت والے کاموں سے ہونا

(۱)

اللہ تعالیٰ کا تمام انسانیت کو حکم تقویٰ

تقویٰ کی اہمیت پر دلالت کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ عزوجل نے تمام انسانیت کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس سلسلے میں قدرے تفصیل سے ذیل میں گفتگو کی جارہی ہے:

ا: پہلے پچھلے لوگوں کو تقویٰ کا حکم:

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ إِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ﴾ [1]

[اور یقیناً ہم نے ان لوگوں کو، جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تمہیں بھی وصیت کی تھی، کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔]

علامہ شوکانی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ہم نے ان پر جو کتاب نازل کی، اس میں انہیں حکم دیا، اور [الکتاب] میں لام جنس کے لیے ہے، [2] ﴿ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ﴾ یعنی ہم نے انہیں اور تمہیں تقویٰ کا حکم دیا۔ [3]

شیخ قاسمی نے لکھا ہے: ﴿ مِنْ قَبْلِكُمْ ﴾ یعنی ہم نے تمہیں اور انہیں، سب کو، تقویٰ کی وصیت کی ہے۔ مراد یہ ہے، کہ تقویٰ کا حکم قدیم سے ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہمیشہ سے اسی بات کی وصیت فرماتے رہے ہیں۔ تقویٰ کا حکم صرف تمہارے لیے ہی نہیں [بلکہ سب لوگوں کے لیے ہے]، کیونکہ وہ اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رُوبرو سرخرو ہوتے ہیں۔ [4]

ب۔ تمام رسولوں کو حکمِ تقویٰ:

اللہ جل جلالہ نے اپنے تمام پیغمبروں علیہم السلام کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ اللہ کریم نے

---

[1] سورۃ النساء/ جزء من الآیۃ ۱۳۱.

[2] مراد یہ ہے، کہ ہر وہ کتاب، جو ہم نے نازل فرمائی، اس میں یہ حکم تھا۔

[3] ملاحظہ ہو: فتح القدیر ۷۸۹/۱.

[4] ملاحظہ ہو: تفسیر القاسمی ۵۱۲/۵.

فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ. وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴾ ❶

ان دو آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام پیغمبروں کو درج ذیل تین باتوں کا حکم دیا:

ا: پاکیزہ چیزیں کھانے کا

ب: نیک عمل کرنے کا

ج: تقویٰ اختیار کرنے کا

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے رسولوں علیہم السلام کو دیے گئے احکامات کی اہمیت وعظمت چنداں محتاج بیان نہیں۔ علامہ ابن حیان نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: رسولوں کو ندا دینے اور مخاطب کرنے سے مراد یہ ہے، کہ ہر رسول کو اس کے زمانے میں ندا دی گئی اور مخاطب کیا گیا، کیونکہ وہ سب تو ایک زمانے میں یکجا موجود نہ تھے، اور ان کے لیے جمع کا صیغہ اختیار کرنے میں حکمت یہ ہے، تاکہ سامع کے دل میں یہ بات راسخ ہو جائے، کہ جس حکم کے ساتھ تمام رسولوں کو ندا کی گئی اور انہیں اس کی وصیت کی گئی، وہ اس قابل ہے، کہ وہ اس کو [مضبوطی سے] تھام لے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ ❷

ج: نبی کریم ﷺ کو حکمِ تقویٰ:

تقویٰ کی اہمیت وعظمت کو اُجاگر کرنے کے لیے صرف یہی ایک بات بہت کافی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے سید الخلق حضرت محمد ﷺ کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴾ ❸

[اے نبی۔ ﷺ۔! آپ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیجیے اور کافروں اور منافقوں کی

---

❶ سورۃ المؤمنون / الآیتان ۵۱۔۵۲۔

❷ ملاحظہ ہو: تفسیر البحر المحیط ۳۷۷/۶۔

❸ سورۃ الأحزاب/ الآیۃ الأولی۔

پیروی نہ کیجیے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے بڑی حکمت والے ہیں۔]

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں: اس میں اعلیٰ [حضرت محمد ﷺ] کا ذکر کر کے ادنیٰ [اُمت] کو تنبیہ کی گئی ہے، جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے اور رسول ﷺ کو اس بات کا حکم دے رہے ہیں، تو ان سے کم درجہ والوں پر تو اس حکم کی تعمیل بطریق اولیٰ ہوگی۔ ❶

د: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو حکم تقویٰ:

اللہ کریم نے تقویٰ کا حکم نبی کریم ﷺ کی پاک بیویوں کو بھی دیا۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿ وَ اتَّقِيْنَ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴾❷

[اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں۔]

شیخ امرتسری اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ﴿ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ﴾ [اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اے نبی کریم ﷺ کی بیویو!] ❸

شیخ سعدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ﴿ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو تمام احوال میں اختیار کرو۔ ❹

ہ: اہل ایمان کو تقویٰ کا حکم:

اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں متعدد مرتبہ ایمان والوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ،بطورِ مثال دو آیات کریمہ ذیل میں تحریر کی جارہی ہیں:

ا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ ❺

[اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، جیسا کہ اس کا تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے اور تمہاری موت آئے تو اسلام پر۔]

۲: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ ❻

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۵۱۶/۳.
❷ سورة الأحزاب/ جزء من الآية ۵۵.
❸ ملاحظہ ہو: تفسير القرآن بكلام الرحمن ص ۵۴۱.
❹ ملاحظہ ہو: تفسير السعدي ص ۷۳۱.
❺ سورة آل عمران/ الآية ۱۰۲.
❻ سورة الحشر/ الآية ۱۸.

[اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان دیکھے، کہ اس نے کل [یعنی روزِ قیامت] کے لیے کیا تیاری کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ جو تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہے۔]

و: تمام لوگوں کو حکم تقویٰ:

اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں کئی ایک جگہوں میں تمام لوگوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ،بطورِ مثال دو آیات کریمہ ذیل میں درج کی جا رہی ہیں:

۱: ﴿ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [1]

[اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور ان لوگوں کو، جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔]

۱: ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ﴾ [2]

[اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا اور ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہیں۔]

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے پچھلے لوگوں، رسولوں، خاتم الرسل ﷺ ، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، اہل ایمان اور تمام انسانوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ بات بلاشبہ تقویٰ کی شان وعزت اور اہمیت کو خوب نمایاں کرتی ہے۔

---

[1] سورة البقرة/ الآية ٢١.

[2] سورة النساء/الآية الأولى.

(۲)

انبیاء علیہم السلام کو دعوتِ تقویٰ دینے کا حکمِ الٰہی

تقویٰ کی شان وعظمت کو نمایاں کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام اور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کو اپنی اپنی اُمتوں کو تقویٰ کی دعوت دینے کا حکم دیا۔

اس بارے میں توفیق الٰہی سے ذیل میں دو آیات کریمہ پیش کی جارہی ہیں:

۱: اللہ جل جلالہ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴾ [1]

[وہ اپنے فیصلہ کے مطابق فرشتوں کو وحی دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتے ہیں، نازل فرماتے ہیں اور انہیں حکم دیتے ہیں، کہ [لوگوں کو اس بات سے] آگاہ کردو، کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پس تم میرا تقویٰ اختیار کرو]۔

علامہ قاسمی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ''کہ تم انہیں توحید وتقویٰ سے آگاہ کرو۔'' [2]

۲: اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو دعوتِ توحید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ﴾ [3]

[آپ پیغام پہنچا دیجیے! ''اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو۔]

شیخ سعدی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ''یعنی آپ اشرف المخلوقات۔ اور وہ اہل ایمان ہیں۔ کو سب سے بہترین بات ...... اور وہ تقویٰ ہے ...... کا حکم دیجیے۔'' [4]

(۳)

انبیاء علیہم السلام کا دعوتِ تقویٰ دینے کا اہتمام

تقویٰ کی اہمیت کو اُجاگر کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ

---

[1] سورة النحل/الآية ٢.
[2] تفسير القاسمي ٧٨/١٠.
[3] سورة الزمر/ جزء من الآية ١٠.
[4] تفسير السعدي ص ٧٨٧.

کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی اپنی قوموں کو تقویٰ کی دعوت دینے کا اہتمام کیا۔توفیق الٰہی سے اس کے متعلق ذیل میں چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

ا: دعوتِ نوح علیہ السلام:

اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِيْنَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلاَ تَتَّقُوْنَ . إِنِّي لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ . فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوْنِ . وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ . فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴾ [1]

[نوح علیہ السلام کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان کے بھائی نوح علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے؟ بلاشبہ میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں، سو تم تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا، میرا اجر تو صرف رب العالمین کے ذمہ ہے، پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔]

ب: دعوتِ ہود علیہ السلام:

رب ذوالجلال نے فرمایا:

﴿ كَذَّبَتْ عَادُ ٌالْمُرْسَلِيْنَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُوْدٌ أَلاَ تَتَّقُوْنَ إِنِّي لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ . فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنِ . وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ . أَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ . وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ. وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ. فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوْنِ. وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [2]

[عادیوں نے رسولوں کی تکذیب کی، جب کہ ان کے بھائی ہود علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

---

[1] سورۃ الشعراء/ الآیات ۱۰۵۔۱۱۰۔

[2] سورۃ الشعراء/ الآیات ۱۲۳۔۱۳۲۔

''کیا تم متقی نہیں بنتے؟ بلاشبہ میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں، سو تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ میں تم سے اس پر کوئی اُجرت طلب نہیں کرتا، میرا ثواب تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم ہر اونچے ٹیلے پر بے کار یادگار بناتے ہو اور بڑے بڑے محل بناتے ہو، جیسے کہ تم نے ہمیشہ [دنیا میں] رہنا ہے اور جب تم کسی پر دارو گیر کرتے ہو، تو بالکل جابر بن کر پکڑتے ہو، پس تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ اس ذات کا تقویٰ اختیار کرو، جس نے ان چیزوں کے ساتھ تمہاری مدد کی، جنہیں تم جانتے ہو۔'']

ج: دعوتِ صالح علیہ السلام:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ . إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ . إِنِّي لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ . فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوْنِ. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ . أَتُتْرَكُوْنَ فِي مَا هَاهُنَا اٰمِنِيْنَ . فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ. وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ. وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِيْنَ . فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوْنِ. ﴾ [1]

[ثمودیوں نے پیغمبروں کی تکذیب کی، جب کہ ان کے بھائی صالح نے ان سے فرمایا: ''کیا تم متقی نہیں بنتے؟ بلاشبہ میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں، سو تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس کی بنا پر تم سے کچھ بدلہ طلب نہیں کرتا۔ میرا ثواب تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم ان ہی چیزوں میں، جو یہاں ہیں، امن کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے؟ [یعنی] باغوں اور چشموں اور کھیتوں اور کھجوروں میں، جن کے شگوفے بوجھ کے مارے ٹوٹے پڑتے ہیں اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے ہوئے مکانات بنا رہے ہو، پس تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔'']

[1] سورۃ الشعراء/ الآیات ۱۴۱۔۱۵۰

د: دعوتِ ابراہیم علیہ السلام:

رب کریم نے فرمایا:

﴿ وَ إِبْرٰهِيْمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. ﴾ ❶

[اور ابراہیم علیہ السلام [کو بھی ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا] جب کہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور ان کا تقویٰ اختیار کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔'']

ہ: دعوتِ لوط علیہ السلام:

رب ذوالجلال نے فرمایا:

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ لُوْطٌ أَلاَ تَتَّقُوْنَ. إِنِّي لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ . فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ . وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ اَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❷

[قوم لوط علیہ السلام نے رسولوں کی تکذیب کی، جب کہ ان کے بھائی لوط علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''کیا تم متقی نہیں بنتے؟ بلاشبہ میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں، پس تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس کی بنا پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا۔ میرا ثواب تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔'']

و: دعوتِ شعیب علیہ السلام:

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلاَ تَتَّقُوْنَ . إِنِّي لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ . فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ . اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلاَ تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ. وَزِنُوْا

❶ سورة العنكبوت/ الآية ١٦.
❷ سورة الشعراء/ الآيات ١٦٠ ـ ١٦٤.

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ . وَلاَ تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلاَ تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ. وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِيْنَ ﴾ ❶

[ایکہ کے رہنے والوں ❷ نے رسولوں کو جھٹلایا، جب کہ ان سے شعیب علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا تم متقی نہیں بنتے؟ بلاشبہ میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں، پس تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس بنا پر تم سے کسی معاوضہ کا مطالبہ نہیں کرتا، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ تم لوگ پورا ناپا کرو اور [صاحب حق کا] نقصان کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ، اور سیدھی ترازو سے تولا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کمی سے نہ دو اور بے باکی سے زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو، جس نے تمہیں اور پہلی مخلوقات کو پیدا فرمایا۔'']

ز: دعوتِ الیاس علیہ السلام:

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ . إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلاَ تَتَّقُوْنَ ﴾ ❸

[اور بلاشبہ الیاس علیہ السلام پیغمبروں میں سے ہیں، جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: ''کیا تم تقویٰ اختیار نہ کرو گے؟'']

ح: دعوتِ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام:

اللہ جل شانہ نے فرمایا:

﴿ وَلَمَّا جَاءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ. إِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴾ ❹

[اور جب عیسیٰ۔علیہ السلام۔ معجزے لے کر آئے، تو انہوں نے کہا: ''میں تمہارے پاس سمجھ کی

❶ سورة الشعراء/١٧٦-١٨٤. ❷ ''اصحاب ایکہ'' اہل مدین ہی ہیں۔(ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ٣/٣٨٠).

❸ سورة الصافات/ الآيتان ١٢٣-١٢٤. ❹ سورة الزخرف/الآيتان ٦٣، ٦٤.

باتیں لے کر آیا ہوں اور تاکہ میں ان بعض چیزوں کو واضح کر دوں، جن میں تم اختلاف کرتے ہو، پس تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے، سو تم اس کی عبادت کرو، یہ سیدھا راستہ ہے۔'']

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱: مذکورہ بالا انبیاء میں سے ہر ایک نبی نے اپنی قوم کو تقویٰ کی دعوت دی۔

۲: حضرت لوط علیہ السلام نے ایک ہی موقع پر دورانِ گفتگو دو دفعہ تقویٰ کی دعوت دی۔

۳: حضرات انبیاء نوح، صالح اور شعیب علیہم السلام نے ایک ہی موقع پر تقویٰ کی دعوت تین مرتبہ دہرائی۔

۴: حضرت ہود علیہ السلام نے ایک ہی مجلس میں اپنی قوم کو چار دفعہ تقویٰ کی دعوت دی۔

اور بلاشک وشبہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا دعوتِ تقویٰ کے لیے یہ اہتمام اس کی اہمیت کے پیش نظر تھا۔

(۴)

نبی کریم ﷺ کا دعوتِ تقویٰ کے لیے اہتمام

نبی کریم ﷺ اپنے رب ذوالجلال کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کثرت سے تقویٰ کی دعوت دیتے رہتے تھے، اس کے متعلق توفیق الٰہی سے ذیل میں کچھ شواہد پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: خطبات میں چار مرتبہ حکم تقویٰ پر مشتمل چار آیات کی تلاوت:

نبی کریم ﷺ اپنے خطبات کے آغاز میں [خطبہ الحاجہ] پڑھا کرتے تھے اور اپنے صحابہ کرام کو بھی اس کی تعلیم دیتے تھے۔ اسی خطبہ میں درج ذیل چار آیاتِ کریمہ بھی ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَ لَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾ [1]

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَ نِسَاءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَ الْأَرْحَامَ

[1] سورة آل عمران/ الآية ١٠٢.

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا. ﴾ ❶

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا. ﴾ ❷

[اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، جیسا کہ ان کا تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے اور تم نہ مرنا، مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو [یعنی مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا]]

[اے لوگو! تم اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو، جنہوں نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا فرما کر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتوں کو [دنیا میں] پھیلا دیا اور اس اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، جن کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بچو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہیں۔]

[اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور سیدھی بات کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے کام سدھار دیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول۔ ﷺ ۔ کی اطاعت کرے گا، اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔]

مذکورہ بالا چار آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چار دفعہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ان آیات کی اپنے خطبات میں تلاوت فرمانے اور حضرات صحابہ کو اپنے خطبات میں ان کے پڑھنے کی تعلیم دینے میں بلاشبہ دعوتِ تقویٰ کے متعلق آپ کا اہتمام واضح ہے۔ ❸

ب: حضرات صحابہ کو کثرت سے تقویٰ کی وصیت:

نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو کثرت سے تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت فرمایا کرتے تھے۔ توفیق الٰہی سے اس کے متعلق ذیل میں کچھ شواہد پیش کیے جا رہے ہیں:

ا: حضرات ائمہ احمد، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عرباض رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں انتہائی مؤثر وعظ فرمایا، کہ اس کی بنا پر آنکھوں سے آنسو جاری ہو

---

❶ سورة النساء/ الآية الأولى. ❷ سورة الأحزاب/ الآيتان ۷۰، ۷۱.

❸ ملاحظہ ہو: "خطبة الحاجة" التي كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلّمها أصحابه للشيخ الألباني.

گئے اور دل ڈر گئے۔

ایک شخص نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! [ایسے معلوم ہوتا ہے کہ] جیسے یہ الوداع کرنے والے کی نصیحت ہے۔ آپ ہمیں کس بات کی ذمہ داری سونپتے ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

" أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ، وَإِنْ عَبْدًا حَبْشِيًّا ..... الحديث."

[میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور سمع و طاعت کی۔ اگرچہ [امیر] حبشی غلام ہو...... الحدیث] ❶

۲: امام ترمذی حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ." ❷

[تم اپنے رب اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکاۃ ادا کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔]

۳: امام ترمذی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا:

"اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ! وَأَتْبِعِ الْحَسَنَةَ السَّيِّئَةَ تَمْحُهَا ، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ." ❸

---

❶ ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ، كتاب السنة ، باب في لزوم السنة، رقم الحديث ٣٨٥١-٤٦٠٧، ٨٧١/٣. حدیث کی تفصیلی تخریج کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب "من صفات الداعية": مراعاة أحوال المخاطبين ٥٣-٥٤.

❷ صحيح سنن الترمذي ، أبواب السفر ، باب منه ، رقم الحديث ٥٠٢-٦١٩، ١٩٠/١. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١٩٠/١).

❸ جامع الترمذي، أبواب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب ما جاء في معاشرة الناس، رقم الحديث ٢٠٥٣، ١٠٤/٦. امام ترمذی نے اس حدیث کو [حسن صحيح] اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١٠٥/٦؛ وصحيح سنن الترمذي ١٩١/٢).

[تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، برائی کے پیچھے نیکی لگا کر اس کو مٹا دو، اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔]

۴: امام احمد نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''چھ دن، پھر اے ابو ذر! جو میں تجھے کہوں، اس کی طرف دھیان کرنا۔''

جب ساتواں دن ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فِي سِرِّ أَمْرِكَ وَعَلَانِيَتِكَ ..... الحديث" ❶

[میں تمہیں خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں...... الحدیث]۔

۵: امام احمد نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! مجھے وصیت فرمایئے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ ـ أَوْ أَيْنَمَا كُنْتَ." ❷

[تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔]

۶: امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ؟."

[تم اس وقت کیسے ہو گے، جب کہ تم گھٹیا لوگوں میں رہ جاؤ گے؟]

میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! وہ کیسے ہوگا؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ المسند، جزء من رقم الحديث ۲۱۵۷۳، ۴۵۳/۳۵. شیخ البانی نے اس کو [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ۲۲۶/۱).

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ۲۲۰۵۹، ۳۶/۳۸۰-۳۸۱. شیخ البانی نے اس کو [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الجامع الصغير وزيادته ۸۶/۱).

"إِذَا مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَأَمَانَتُهُمْ ، وَكَانُوْا هٰكَذَا.
وَشَبَّكَ يُوْنُسُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ؛ يَصِفُ ذٰلِكَ.
"جب ان کے وعدوں کی پاسداری اور امانتوں کی حفاظت نہ ہوگی، اور وہ اس طرح ہوں گے۔
یونس [1] نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرتے ہوئے اس کو بیان کیا۔
انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! اس وقت میں کیا کروں؟"
آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
"اِتَّقِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ، وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ..... الحديث. [2]
[اللہ عزوجل کا تقویٰ اختیار کرنا، معروف کو تھام لینا اور منکر کو چھوڑ دینا...... الحدیث]

۷: امام بخاری نے حضرت سُلیم بن جابر الهُجَیمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: "میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے۔"
آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
"عَلَيْكَ بِاتِّقَاءِ اللّٰهِ ، وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ لِلْمُسْتَسْقِيْ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ إِنَائِهِ، أَوْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ ، وَوَجْهُكَ مُنْبَسِطٌ." [3]
[اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ کسی بھی بھلائی کو حقیر نہ سمجھو۔ اگرچہ [صرف] پانی طلب کرنے والے کے لیے اپنے ڈول سے اس کے برتن میں پانی ڈال دو یا اپنے بھائی سے فرحت و انبساط کے ساتھ گفتگو کرو۔]

۸: امام طبرانی نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] راویانِ حدیث میں سے ایک۔
[2] المسند، جزء من رقم الحديث ٦٥٠٨، ١١/٥٤. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ١١/٥٤).
[3] الأدب المفرد، باب الاحتباء، جزء من رقم الحديث ١١٨٧، ص ٣٩١. شیخ البانی نے اس کو [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (صحيح الأدب المفرد ص ٣٣١).

انہیں صدقات جمع کرنے کے لیے روانہ کیا، اور فرمایا:

" يا أَبَا الْوَلِيْد! اتَّقِ اللّٰه! لا تَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيْرٍ تَحْمِلُهُ لَهُ رُغَاءٌ ، أَوْ بَقَرَةٌ لَهُ خُوَار ، أَوْ شَاةٌ لَهَا تُغَاءٌ." ❶

[اے ابو الولید! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو! ایسا نہ ہو، کہ قیامت کے دن بلبلاتے ہوئے اونٹ، یا ڈکارتی ہوئی گائے، یا ممیاتی ہوئی بکری کو اُٹھاتے ہوئے آؤ۔'']

۹: امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ ایک شخص نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں، مجھے وصیت فرمائیے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيْرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ." ❷

[اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو لازم کرو اور ہر اونچائی پر [اللہ اکبر] کہو۔]

۱۰: امام احمد نے حضرت حرملہ عنبری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِتَّقِ اللّٰهَ ! وَإِذَا كُنْتَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقُمْتَ مِنْهُ ، فَسَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا يُعجِبُكَ فَأْتِهِ ، وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا تَكْرَهُ ، فَاتْرُكْهُ." ❸

[اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جب تم کسی مجلس میں ہو اور اس سے اُٹھ کر چلے جاؤ، پھر انہیں وہ بات کہتے ہوئے سنو، جو تمہیں پسند ہو، تو اس [مجلس] میں آ جاؤ، اور اگر انہیں

---

❶ منقول از: الترغيب والترهيب، كتاب الصدقات ، الترغيب في العمل على الصدقة بالتقوى، رقم الحديث ٧، ٥١٢/١ . شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ٤٨٠/١).

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ١٠١٦٥، ١٤١/١٦؛ وجامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب منه ، جزء من رقم الحديث ٣٦٧٢، ٢٨٦/٩ . الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ اس کو امام ترمذی امام بغوی، شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢٨٦/٩؛ وشرح السنة ١٤٣/٥؛ وصحيح سنن الترمذي ١٥٦/٣؛ وهامش المسند ١٤١/١٦).

❸ المسند، رقم الحديث ١٨٧٢، ٣١/١٦. حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے: ''اس کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راویان ثقہ ہیں۔'' (مجمع الزوائد ٢١٦/٤).

ایسی گفتگو کرتے سنو، جو تمہیں ناپسند ہو، تو اس [مجلس] سے اعراض کرلو۔]

۱۱: امام بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''نبی کریم ﷺ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا، جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی، تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

''اِتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ.'' [1]

[اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور صبر کرو۔]

۱۲: امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے دن حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے خطبہ سے پہلے اذان و اقامت کے بغیر نماز کے ساتھ ابتدا کی۔

جب آپ ﷺ نماز ادا کر چکے، تو بلال۔ رضی اللہ عنہ۔ پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، لوگوں کو وعظ فرمایا، انہیں نصیحت فرمائی اور انہیں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی تلقین فرمائی۔

پھر آنحضرت ﷺ عورتوں کی طرف تشریف لے گئے، بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا حکم دیا اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی...... الحدیث۔ [2]

احادیث شریفہ سے معلوم ہونے والی باتیں:

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱: نبی کریم ﷺ حضرات صحابہ میں سے افراد، جماعتوں، مردوں اور عورتوں سب کو تقویٰ کا حکم دیا کرتے تھے۔

۲: آنحضرت ﷺ ہر حالت اور ہر جگہ میں تقویٰ کا حکم دیا کرتے تھے۔

(۵)

نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کا سوال کرنا

عظیم لوگوں کی دعائیں بھی عظیم ہوتی ہیں۔ مخلوق میں سے سب سے زیادہ شان و عظمت والے

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب قول الرجل للمرأة عند القبر: "اصبري"، رقم الحديث ۱۲۵۲، ۱۲۵/۳.

[2] سنن النسائي، كتاب صلاة العيدين، قيام الامام في الخطبه متوكئا على إنسان، ۱۸۶/۳. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن النسائي ۳۴۵/۱).

ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں۔تقویٰ کی قدرو منزلت کو جاننے کے لیے یہ بات بہت کافی ہے، کہ آنحضرت ﷺ باوجود متقیوں کے امام ہونے کے اپنے رب کریم سے تقویٰ کا سوال کیا کرتے تھے۔یہ بات آنحضرت ﷺ کی ثابت شدہ دعاؤں میں موجود ہیں۔اسی سلسلے میں توفیق الٰہی سے ذیل میں چار دعائیں پیش کی جارہی ہیں:

۱: امام مسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ کہا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْھُدَی وَالتُّقَی وَالْعَفَافَ وَالْغِنَی." [1]

[اے اللہ! بلاشبہ میں آپ سے ہدایت،تقویٰ، پاک دامنی اور تونگری کا سوال کرتا ہوں۔]

۲: امام مسلم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں تمہیں وہ ہی بتلا رہا ہوں، جو رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْھَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاھَا، وَزَكِّھَا أَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكَّاھَا، أَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا...... الحدیث." [2]

[اے اللہ! میں آپ سے بے بسی،سستی، بزدلی،بخل، بڑھاپے اور عذاب قبر سے پناہ طلب کرتا ہوں۔اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرمائیے اور اس کا تزکیہ فرما دیجیے، آپ اس کا بہترین تزکیہ فرمانے والے ہیں۔آپ اس کے دوست اور کارساز ہیں...... الحدیث]

۳: امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے نکلتے وقت اونٹ پر سوار ہوتے،تو تین مرتبہ [اللہ اکبر] کہتے، پھر کہتے:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب التعوذ من شرّما عَمِلَ وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ یَعْمَلْ، رقم الحدیث ۷۲۔(۲۷۲۱)، ۲۰۸۸/۴.

[2] المرجع السابق، جزء من رقم الحدیث ۷۳۔(۲۷۲۲)، ۲۰۸۹/۴.

" سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ
اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى.
اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا، وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ
، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ." ❶

[پاک ہے وہ ذات ،جس نے اس کو ہمارے لیے مسخر کر دیا اور اس کو قابو کرنے کی ہم میں طاقت نہ تھی۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور ایسے عمل کا جس سے آپ راضی ہو جائیں۔

اے اللہ! ہمارے لیے اس سفر کو آسان فرمایئے اور اس کے فاصلے کو ہمارے لیے سمیٹ دیجیے۔

اے اللہ! آپ سفر میں ساتھی اور اہل و مال میں جانشین ہیں۔

اے اللہ! بلاشبہ میں آپ سے مشقتِ سفر ،منظر کی [بُری] تبدیلی اور مال و اہل کے بُرے تغیر سے پناہ طلب کرتا ہوں۔]

۴: امام احمد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے:

......اور اس میں سے [یہ دعا بھی تھی]

"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِيْشَةً تَقِيَّةً ، وَمِيْتَةً سَوِيَّةً، وَمَرَدًّا غَيْرَ مُخْزٍ." ❷

[اے اللہ! بلاشبہ میں آپ سے تقویٰ والی زندگی ،ٹھیک موت ، اور خالی از رسوائی پلٹنے کا سوال کرتا ہوں۔]

---

❶ صحيح مسلم ، كتاب الحج، باب ما يقول إذا ركب إلى سفر الحج وغيره، جزء من رقم الحديث ٤٢٥۔ (١٣٤٢)، ٩٧٨/٢.

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ١٩٤٠٢، ١٤٤/٣٢. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس حدیث کو [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو: هامش المسند ١٤٤/٣٢_١٤٥).

(۶)

بیان آیات کا مقصود لوگوں کو متقی بنانا

تقویٰ کی قدر و منزلت کو اُجاگر کرنے والی باتوں میں سے ایک اہم بات یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کے بیان کرنے کا مقصود لوگوں کو متقی بنانا قرار دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴾ ❶

[اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیتوں کو لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان فرماتے ہیں، تاکہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں۔]

شیخ امرتسری آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ''تاکہ وہ احکامات کو بجا لا کر اور منہیات سے اجتناب کر کے متقی بن جائیں۔'' ❷

شیخ سعدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''کیونکہ جب ان کے لیے حق واضح ہو جائے، تو وہ اس کی اتباع کرتے ہیں اور جب باطل آشکارا ہو جائے، تو اس سے اجتناب کرتے ہیں، کیونکہ بسا اوقات آدمی حرام کام کا ارتکاب اس کی حرمت کو نہ جاننے کی بنا پر کرتا ہے، اگر اس کو اس کا حکم معلوم ہوتا، تو وہ کام نہ کرتا۔ اس طرح جب اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کو کھول کھول کر بیان فرما دیا، تو ممنوعہ کاموں کے کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی عذر اور سبب نہ رہ گیا۔ اس طرح آیات کا بیان کرنا تقویٰ اختیار کرنے کا سبب ٹھہرا۔'' ❸

(۷)

نیکی کا صرف متقیوں سے قبول کیا جانا

تقویٰ کی شان و عظمت کو اُجاگر کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ صرف متقی لوگوں ہی کی نیکی کو قبول فرماتے ہیں۔ اس بات کے دلائل میں سے دو درج ذیل ہیں:

---

❶ سورۃ البقرۃ/ الآیۃ ۱۸۷۔ ❷ تفسیر القرآن بکلام الرحمن ص ۴۷۔

❸ تفسیر السعدي القرآن ص ۷۷۔

ا: حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے، جس کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا، اس ہی کے قول کو اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے:

﴿ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴾ ❶

[اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول کرتے ہیں۔]

قاضی بیضاوی نے بیان کیا ہے، کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ نیکی صرف ایمان اور تقویٰ والے کی قبول ہوتی ہے۔ ❷

علامہ شوکانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''[إِنَّمَا] حصر کے لیے ہے۔ مراد یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ قربانی متقیوں ہی کی قبول فرماتے ہیں، ان کے علاوہ دوسروں کی قبول نہیں کرتے۔'' ❸

اسی آیت کریمہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر مجھے اس بات کا یقین ہو جائے، کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک نماز کو قبول کر لیا ہے، تو وہ مجھے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے زیادہ عزیز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴾ ❹

ب: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ﴾ ❺

[اللہ تعالیٰ کو ان [قربانیوں] کے گوشت نہیں پہنچتے اور نہ ہی ان کے خون، لیکن انہیں تو تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔]

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: ''معنی یہ ہے کہ انہیں ہرگز نہیں پہنچتا۔'' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ان کی طرف ہرگز نہیں چڑھتا۔''

ابن عیسیٰ نے بیان کیا: وہ ان کے گوشت اور خون قبول نہیں فرماتے، ان تک تو تمہاری جانب

---

❶ سورة المائدة/ جزء من الآية ۲۷. ❷ ملاحظہ ہو: تفسير البيضاوي ۱/۲٦۳.

❸ فتح القدير ۲/٤٦؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود ۳/۲٦.

❹ ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير ۲/٤۹.

❺ سورة الحج/ جزء من الآية ۳۷.

سے تقویٰ پہنچتا ہے، یعنی جس چیز سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو، وہ اسی کو قبول فرماتے ہیں، اسی کو اپنی طرف اُٹھاتے ہیں، اس کو سنتے ہیں اور اس کی بنا پر ثواب عطا فرماتے ہیں۔ [1]

(۸)

تقویٰ مقصودِ عبادت

جن و انس کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ہے اور عبادت کا مقصود عبادت گزاروں کو متقی بنانا ہے۔ تقویٰ کی اہمیت کے بارے میں اس کے سوا کوئی اور بات نہ بھی ہوتی، تو تنہا یہ ایک بات ہی تقویٰ کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔ ذیل میں اس بارے میں تین دلائل ملاحظہ فرمایئے:

ا: اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [2]

[اے لوگو! تم اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔]

شیخ ابن عاشور اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: معنی یہ ہے، کہ تم اپنے رب کی عبادت اس اُمید کے ساتھ کرو، کہ تم کامل متقی لوگوں میں سے ہو جاؤ گے، کیونکہ بلاشبہ عبادت کا مقصود تقویٰ ہی ہے۔ اسی لیے حکمِ عبادت کرتے وقت، عابد کے عبادت کرتے ہوئے، یا تخلیق و تکوین کا ارادہ کرتے وقت تقویٰ کے حصول کی اُمید رکھنے کا فائدہ واضح ہے۔ [3]

ب: اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾ [4]

[اور نماز کو قائم کیجیے۔ بلاشبہ نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے۔]

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ۶۵/۱۲؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود ۱۰۷/۶۔۱۰۸؛ وفتح القدير ۶۵۱/۳؛ وتفسير السعدي ۵۷۹.

[2] سورة البقرة/ الآية ۲۱.

[3] ملاحظہ ہو: تفسير التحرير والتنوير ۳۳۰/۱.

[4] سورة العنكبوت/جزء من الآية ۴۵.

علامہ شوکانی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: جملہ [بلاشبہ نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے] کے ساتھ پہلے بیان کردہ حکم [نماز کو قائم کیجیے] کی علت بیان کی گئی ہے، یعنی نماز اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روکتی ہے اور دور کر دیتی ہے، اور نماز کے روکنے سے مراد یہ ہے، کہ نماز کا ادا کرنا نافرمانیوں سے رُکنے کا سبب بن جاتا ہے، اور یہاں نماز سے فرضی نمازیں مراد ہیں۔ ❶

شیخ ابن عاشور نے تحریر کیا ہے: اور انہیں [آنحضرت ﷺ] نماز کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ نماز عظیم عمل ہے اور یہ حکم اُمت کو بھی شامل ہے۔

اقامت نماز کے حکم کی غایت اس بات کی طرف اشارہ کر کے بیان کی گئی ہے، کہ اس کی بنا پر نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾ یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے خلاف روک ٹوک ہے۔ ❷

بعض سلف صالحین نے بھی اسی بات کو بیان کیا ہے۔ ذیل میں توفیق الٰہی سے ان میں سے چار کے اقوال پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ''ارشاد تعالیٰ ﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾ [اس میں] وہ [اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں، کہ نماز میں نافرمانیوں کے خلاف روک اور ڈانٹ ہے۔ ❸

انہوں نے یہ بھی بیان فرمایا: ''جس شخص کی نماز اس کو بے حیائی اور بُرائی سے نہیں روکتی، تو وہ اپنی نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دوری ہی میں بڑھتا ہے۔'' ❹

۲: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جس شخص کی نماز اس کو نیکی کا حکم نہیں دیتی، اور اس کو بُرائی سے نہیں روکتی، وہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دُوری ہی میں بڑھتا ہے۔'' ❺

۳: حضرت قتادہ نے بیان کیا: ''جس شخص کی نماز اس کو بے حیائی اور بُرائی سے منع نہیں کرتی، وہ اس

---

❶ ملاحظہ ہو: فتح القدير ۲۹۱/٤؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير ٤٥٦/٣؛ وتفسير السعدي ص ٦٨٩.

❷ ملاحظہ ہو: تفسير التحرير والتنوير ٢٥٩/١٠.

❸ ملاحظہ ہو: تفسير الطبري ٩٩/٢٠. (ط: دار المعرفة بيروت).

❹ المرجع السابق ٩٩/٢٠. ❺ المرجع السابق ٩٩/٢٠.

کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دوری ہی میں زیادہ ہوتا ہے۔'' ❶

۴: حضرت الحسن نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے۔ ❷

تنبیہ:

مذکورہ بالا اقوال کا قطعاً یہ معنی نہیں، کہ ایسا شخص نماز ادا کرنا چھوڑ دے، بلکہ اس کو چاہیے، کہ وہ اپنی نمازوں کا بنظر غائر جائزہ لے۔ ان میں موجود خلل کی اصلاح اور نقص کی تلافی کرے۔

ج: اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ ❸

[اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔]

علامہ رازی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ''آیت کا معنی یہ ہوگا: میں نے تم پر روزے فرض کیے ہیں، تاکہ تم ان کے ساتھ متقی بن جاؤ، جن کی میں نے اپنی کتاب میں تعریف کی ہے۔'' ❹

شیخ ابن عاشور نے لکھا ہے: ارشاد تعالیٰ: ﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾: روزہ کی حکمت اور اس کی مشروعیت کی غرض و غایت کو بیان کرتا ہے۔ ❺

شیخ سعدی نے تحریر کیا ہے: پھر اللہ تعالیٰ نے فرضیت روزہ کی حکمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾

بلاشبہ روزہ تقویٰ کے [حصول کے] سب سے بڑے اسباب میں سے ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجا لانا اور ان کی ممنوعہ بات کو چھوڑنا ہے۔ ❻

---

❶ تفسیر الطبري ۲۰/۹۹.

❷ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲۰/۹۹.

❸ سورة البقرة/الآية ۱۸۳.

❹ التفسير الكبير ۵/۷۰.

❺ ملاحظہ ہو: تفسیر التحریر والتنویر ۲/۱۵۸.

❻ ملاحظہ ہو: تفسیر السعدي ص ۷۵.

(۹)

ہدایت کا متقیوں کے ساتھ خاص ہونا

تقویٰ کی قدر و منزلت کو نمایاں کرنے والی ایک بات یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو اہل تقویٰ کے ساتھ مختص فرمادیا ہے۔ اس پر دلالت کناں باتوں میں سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ ❶

[اس کتاب میں کوئی شک نہیں، متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔]

اہل تقویٰ کے ساتھ ہدایت کی تخصیص ان کی قدر و منزلت اور شان و عظمت کو خوب اُجاگر کرتی ہے۔ اس حقیقت کو حضرات مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے بڑی عمدگی سے واضح کیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے چار کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

۱: علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: اگرچہ قرآن کریم تمام مخلوق کے لیے ہدایت ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد عالی ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ میں متقیوں کی تکریم کرتے ہوئے، انہیں ہدایت کے ساتھ خاص فرمایا ہے، کیونکہ وہ ایمان لائے اور جو کچھ اس [قرآن کریم] میں ہے، انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

ابوروق سے روایت کی گئی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی عزت افزائی فرماتے ہوئے ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ فرمایا۔ یعنی ان کی تکریم و تعظیم کرتے ہوئے اور ان کی فضیلت کو بیان کرنے کی غرض سے ہدایت کو ان کی طرف منسوب فرمایا۔ ❷

۲: علامہ رازی نے قلم بند کیا ہے: اگر ارشادِ تعالیٰ: ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ میں متقی لوگوں کی فضیلت کے متعلق موجود بات کے علاوہ اور کوئی بات نہ بھی ہوتی، تو ان کے لیے یہ بات ہی کافی تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشادِ عالی: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ ❸ میں یہ بات بیان فرمائی، کہ قرآن لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ اور اس مقام پر یہ

---

❶ سورة البقرة/ الآية ۲۔ ❷ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۱/ ۱۶۱۔

❸ سورة البقرة/ جزء من الآية ۱۸۵۔ [ترجمہ: ''رمضان کا مہینہ وہ ہے، کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔'']

فرمانا، کہ ﴿ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴾ [کہ وہ متقیوں کے لیے ہدایت ہے] اس بات پر دلالت کناں ہے، کہ متقی ہی لوگ ہیں، جو شخص متقی نہ ہوگا، گویا کہ وہ انسان ہی نہیں۔ ❶

۳: علامہ خازن رقم طراز ہیں: ''متقی لوگوں کی تکریم کی خاطر انہیں نصیحت حاصل کرنے کے ساتھ خاص کیا گیا، کیونکہ تقویٰ شان وعظمت والا مقام ہے، اور تقویٰ والے ہی ہدایت سے نفع پاتے ہیں۔ اگر متقی لوگوں کے مقام و مرتبہ کے متعلق ﴿ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴾ کے سوا اور کچھ نہ بھی ہوتا، تو یہی کافی تھی۔'' ❷

۴: قاضی ابوسعود لکھتے ہیں: ﴿ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴾ یعنی جو لوگ حال یا مستقبل میں تقویٰ سے متصف ہوں گے، ہدایت کو ان کے ساتھ اس لیے خاص کیا گیا ہے، کیونکہ وہ ہی قرآن کریم کے نور سے منور ہوتے ہیں اور اس کی برکات سے فیض یاب ہوتے ہیں، اگرچہ اصل میں تو مؤمن و کافر سب کے لیے اس میں خیر و برکت موجود تھی۔ اسی حقیقت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ هُدًى لِّلنَّاسِ ﴾ [لوگوں کے لیے ہدایت ہے] ❸

(۱۰)

بہترین زادِ راہ تقویٰ

تقویٰ کی عظمت پر دلالت کناں باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہترین زادِ راہ قرار دیا ہے۔ ارشادِ رب العالمین ہے:

﴿ وَ تَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْأَلْبَابِ ﴾ ❹

[اور زادِ راہ لو، بلاشبہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ اور اے عقل مندو! میرا تقویٰ اختیار کرو۔]

آیت شریفہ میں بیان کردہ بات اچھی طرح سمجھنے کے لیے ذیل میں تین مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

---

❶ ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ۲/۲۱. ❷ تفسیر الخازن ۱/۲۷.

❸ ملاحظہ ہو: تفسیر ابي السعود ۱/۲۷؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۱/۲٥٦.

❹ سورة البقرة/جزء من الآية ۱۹۷.

۱: قاضی ابو سعود اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ''اپنی آخرت کے لیےتقویٰ کا زادِراہ لو، کیونکہ وہ بہترین زادِراہ ہے۔'' ❶

۲: شیخ سعدی رقم طراز ہیں: حقیقی زادِراہ، جس کا نفع اپنے مالک کے لیے دنیا و آخرت میں جاری رہتا ہے، وہ تقویٰ ہے، وہ ہی ہمیشہ ٹھہرنے والی جگہ (یعنی آخرت) کا زاد ہے، اور وہ ہی کامل ترین لذت اور جلیل القدر دائمی نعمتوں تک پہنچانے والا ہے۔ جس شخص نے اس زاد کو چھوڑا، وہ ہی سفرخرچ سے محروم، ہر شر کا نشانہ اور دار المتقین [جنت] میں جانے سے روکا گیا ہے۔ اور یہ بات تقویٰ کی اہمیت اُجاگر کرتی ہے۔ ❷

۳: شیخ قاسمی نے قلم بند کیا ہے: ''اور یہ پہلے زاد سے اعلیٰ ہے، کیونکہ زادِ دنیا نفس کی مراد اور شہوتوں تک پہنچاتا ہے اور زادِ آخرت اس کی نعمتوں تک پہنچاتا ہے۔ اس بارے میں اعشٰی نے کہا:

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَرْحَلْ بِزَادٍ مِنَ التُّقَى
وَلَاقَيْتَ بَعْدَ الْمَوتِ مَنْ قَدْ تَزَوَّدَا
نَدِمْتَ أَنْ لَا تَكُوْنَ كَمِثْلِهِ
وَأَنَّكَ لَمْ تُرْصِدْ لِمَا كَانَ أَرْصَدا ❸

[جب تو اس [دنیا] سے زادِتقویٰ کے بغیر روانہ ہوا اور موت کے بعد تیری ملاقات اس شخص سے ہوئی، جو یہ زاد لے کر آیا،
تو تجھے اس بات پر ندامت ہوگی، کہ تو اس جیسا کیوں نہ ہوا اور تو نے وہ جمع کیوں نہ کیا، جو اس نے کیا۔]

ایک اور شاعر نے کہا:

اَلْمَوْتُ بَحْرٌ طَامِحٌ مَوْجُهُ تَذْهَبُ فِيْهِ حِيْلَةُ سَابِحِ
يَا نَفْسُ إِنِّي قَائِلٌ فَاسْمَعِي مَقَالَةً مِنْ مُشْفِقٍ نَاصِحِ

---

❶ تفسیر أبي السعود ۲۰۷/۱؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۲۵٦/۱.

❷ ملاحظہ ہو: تفسیر السعدي ص ۸۱.

❸ تفسیر القاسمي ۴۵۴/۳؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۴۱۲/۲.

لَا يَصْحَبُ الْإِنْسَانَ فِيْ قَبْرِهِ غَيْرُ التُّقٰى وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ ❶

[موت بلند موجوں والا سمندر ہے، جو تیراک کی چالاکی کو بہا لے جاتا ہے۔

اے جان! بلاشبہ میں ایک ہمدرد اور خیر خواہ کی حیثیت سے بات کرنے لگا ہوں، اس کو توجہ سے سنو:

قبر میں انسان کا ساتھ تقویٰ اور نیک عمل کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں دیتی۔]

شیخ سعدی نے ارشادِ تعالیٰ ﴿ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾ ❷ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے:

''یعنی اے پختہ عقل والو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو، جو کہ ان تمام چیزوں میں سے، جن کا عقل حکم کرتی ہے، عظیم ترین چیز ہے، اور اس کا ترک کرنا جہالت اور خرابی عقل کی دلیل ہے۔'' ❸

(۱۱)

بہترین لباس تقویٰ

تقویٰ کی قدر و منزلت کے دلائل میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہترین لباس قرار دیا ہے۔ ارشادِ رب العالمین ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾ ❹

[اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل فرمایا، جو کہ تمہاری شرم گاہوں کو [بھی] چھپاتا ہے اور باعث زینت [بھی] ہے، اور تقویٰ کا لباس اس سے بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے، تاکہ وہ یاد رکھیں۔]

آیت شریفہ میں بیان کردہ حقیقت کو واضح کرنے کے لیے ذیل میں دو مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

ا: علامہ قرطبی نے ارشادِ تعالیٰ: ﴿ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے

---

❶ منقول از: تفسير القرطبي ٢/ ٤١٢.
❷ [ترجمہ: ''اے عقل مندو! میرا تقویٰ اختیار کرو۔]
❸ تفسير السعدي ص ٨١.
❹ سورة الأعراف/ الآية ٢٦.

بیان فرمایا، کہ بلاشبہ تقویٰ بہترین لباس ہے، جیسا کہ ایک شاعر نے کہا:

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَلْبَسْ ثِيَابًا مِنَ التُّقَى تَقَلَّبَ عُرْيَانًا ، وَإِنْ كَانَ كَاسِيًا

وَخَيْرُ لِبَاسِ الْمَرْءِ طَاعَةُ رَبِّهِ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ كَانَ لِلّٰهِ عَاصِيًا ❶

[جب آدمی تقویٰ کا لباس نہ پہنے، تو وہ برہنہ ہو جاتا ہے، اگرچہ اس نے کپڑے زیب تن بھی کیے ہوں۔

بندے کا بہترین لباس اپنے رب تعالیٰ کی تابع داری ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان میں کچھ خیر نہیں۔]

۲: شیخ سعدی نے تحریر کیا ہے: ''[اور تقویٰ کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے] یعنی لباس حسی سے، کیونکہ تقویٰ کا لباس بندے کے ساتھ جاری رہتا ہے، نہ تو وہ بوسیدہ ہوتا ہے اور نہ ہی ختم ہوتا ہے، اور وہ قلب و روح کا جمال ہے۔ جہاں تک لباس ظاہری کا تعلق ہے، وہ ستر ظاہری کی کچھ وقت کے لیے پردہ پوشی کرتا ہے، یا انسان کے لیے (ظاہری) خوبصورتی کا باعث بنتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں کچھ منفعت نہیں۔

اور اگر یہ لباس نہ ہو، تو ظاہری ستر کی بے پردگی ہوتی ہے، جو کہ بحالتِ مجبوری بندے کے لیے ضرر رساں نہیں۔ لیکن لباسِ تقویٰ کے نہ ہونے کی حالت میں ستر باطنی ختم ہو جاتا ہے اور بندے کے نصیب میں ذلت و رسوائی آتی ہے۔'' ❷

(۱۲)

تونگری اور صحت کی خیر کا تقویٰ کے ساتھ مشروط ہونا

تقویٰ کی قدر و منزلت کو اُجاگر کرنے والی ایک اہم حقیقت یہ ہے، کہ بندے کے لیے مال و دولت اور صحت و قوت میں صرف اسی حالت میں بھلائی اور خیر ہے، جب کہ وہ دولتِ تقویٰ سے بہرہ ور ہو۔ نعمت تقویٰ کے فقدان کی صورت میں یہ سب کچھ بندے کے لیے نافرمانیوں میں اضافے اور

---

❶ منقول از: تفسير القرطبي ٤١٢/٢.

❷ تفسير السعدي ص ٢٩٠.

تباہی و بربادی میں زیادتی کا باعث بنتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے انتہائی مختصر اور جامع الفاظ میں اس قطعی، حتمی اور ٹھوس حقیقت کو اُمت کے لیے بیان فرما دیا ہے۔ حضرات ائمہ احمد، ابن ماجہ اور حاکم نے عبداللہ بن حبیب کے حوالے سے ان کے چچا رضی اللہ عنہ [1] سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''ہم ایک مجلس میں تھے، تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ کے سر [مبارک] پر پانی [کے استعمال] کا اثر باقی تھا۔ ہم میں سے کسی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: ''آج ہم آپ کو خوش طبع دیکھ رہے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، الحمدللہ۔''

پھر لوگ آسودگی کے تذکرہ میں لگ گئے، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنْ اتَّقَى، وَالصِّحَّةُ لِمَنْ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى، وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ الْغِنَى.'' [2]

[متقی کے لیے تونگری میں کچھ مضائقہ نہیں، اور متقی شخص کے لیے صحت آسودگی سے بہتر ہے اور خوش طبعی تونگری میں سے ہے۔]

(۱۴)

صرف متقیوں کو کھانا کھلانے کا حکم نبوی ﷺ

تقویٰ کے مقام و مرتبہ پر دلالت کناں باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اُمت کو اس بات کی تاکید فرمائی ہے، کہ وہ اپنا کھانا صرف متقی کو کھلائیں۔ حضرات ائمہ احمد، ابو داود،

---

[1] ان کا اسم گرامی یسار بن عبداللہ الجزنی رضی اللہ عنہ ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين ۳/۲).

[2] المسند، رقم الحديث ۲۳۱۵۸، ۲۲۸/۳۸-۲۲۹؛ وسنن ابن ماجه، أبواب التجارات، باب الحث على المكاسب، رقم الحديث ۲۱۵۷، ۵/۲؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، ۳/۲. الفاظ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ اس کی اسناد کو امام حاکم نے [صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳/۲؛ والتلخيص ۳/۲)؛ حافظ بوصیری نے اس کی [اسناد کو صحیح اور راویان کو ثقہ] کہا ہے؛ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مصباح الزجاجة ۵/۲؛ وصحيح سنن ابن ماجه ۶/۲؛ وسلسلة الأحاديث الصحيحة ۱۲۵/۱-۱۲۶).

ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا ، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ." [1]

[تم صحبت اختیار نہ کرو مگر مومن کی، اور تمہارا کھانا نہ کھائے مگر متقی۔]

ملا علی قاری شرح حدیث میں تحریر کرتے ہیں: "وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ." یعنی مومن یا پرہیز گار، جو کہ کھانے سے حاصل شدہ قوت کو الملک العلام کی عبادت میں صرف کرے، اور حدیث کا معنی یہ ہے، کہ تو اپنا کھانا متقی کے علاوہ کسی اور کو نہ کھلانا۔ [2]

علامہ خطابی آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی حکمت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ نے غیر متقی کی صحبت، اس سے میل جول اور اس کو کھلانے پلانے سے، اس لیے منع فرمایا، کیونکہ اس سے دلوں میں باہمی اُلفت و مودت پیدا ہوتی ہے، تو گویا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص متقی اور پرہیز گار نہیں، تم اس کے ساتھ اُلفت نہ رکھو، اور نہ ہی اس کو ساتھی بناؤ، کہ تم اس کا ہم پیالہ اور ہم نوالہ بن جاؤ۔ [3]

امام ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

[ذِكْرُ الِاسْتِحْبَابِ لِلْمَرْءِ أَنْ يُؤْثِرَ بِطَعَامِهِ وَصُحْبَتِهِ الْأَتْقِيَاءَ وَأَهْلَ الْفَضْلِ.] [4]

[اس بات کے پسندیدہ ہونے کا ذکر، کہ آدمی متقیوں اور اہل فضل کو اپنے کھانے اور صحبت

---

[1] المسند، رقم الحديث ١١٣٣٧، ٤٣٧/١٧؛ وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب من يؤمر أن يجالس، رقم الحديث ٤٨٢٢، ١٢٣/١٣؛ وجامع الترمذي، أبواب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في صحبة المؤمن، رقم الحديث ٢٥٠٦، ٦٤/٧ـ٦٥؛ والإحسان في ترتيب صحيح ابن حبان، كتاب البر والإحسان، باب الصحبة والمجالسة، رقم الحديث ٥٥٦، ٣٢٠/٢. الفاظِ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٩١٧/٣؛ وصحيح الجامع الصغير وزيادته ١٥٨/٦)؛ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے [اس کی اسناد کو حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٤٣٧/١٧).

[2] ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ٧٥٠/٨.

[3] ملاحظہ ہو: معالم السنن ١١٥/٤.

[4] الإحسان في ترتيب صحيح ابن حبان ٣٢٠/٢.

میں ترجیح دے۔]

تنبیہ:

علامہ خطابی نے تحریر کیا ہے، کہ اس حدیث میں غیر متقی لوگوں کو بطورِ دعوت کھلانے سے منع کیا گیا ہے، انہیں ضرورت و حاجت کی بنا پر کھلانے سے منع کرنا مقصود نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا. ﴾ [1]

[اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔]

اور یہ بات تو معلوم ہے، کہ ان کے قیدی کافر تھے، نہ تو وہ مومن تھے اور نہ متقی۔ [2]

(۱۳)

تقویٰ کا عزیمت والے کاموں سے ہونا

تقویٰ کے مقام و مرتبہ کو اُجاگر کرنے والی ایک بات یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عزیمت والے کاموں میں سے قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ [3]

[اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو، تو بلاشبہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔]

تقویٰ کے [عَزْمِ الامور] میں سے ہونے کی تفسیر کے متعلق تین اقوال درج ذیل ہیں:

ا: یہ ایسا کام ہے، کہ جس کا عزم کرنا ہر ایک پر واجب ہے۔

ب: یہ وہ بات ہے، کہ جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے۔

ج: تقویٰ اختیار کرنے والا شخص اصحابِ عزیمت کا اجر و ثواب پائے گا۔

قاضی ابوسعود نے پہلے دو معانی بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: ﴿ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ یعنی

---

[1] سورة الدهر/ الآية ٨.
[2] ملاحظہ ہو: معالم السنن ٤/ ١١٥.
[3] سورة آل عمران/ جزء من الآية ١٨٦.

ایسی شان وعظمت والا کام ہے، کہ اس کا عزم کرنا ہر ایک پر واجب ہے۔

یا اس کا معنی یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ اس کے کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا لوگوں کے لیے صبر کرنا اور تقویٰ اختیار کرنا لازمی امر ہے۔ [1]

شیخ ابن عاشور نے تیسرا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: یعنی اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے، تو اہل عزیمت کا ثواب پاؤ گے، کیونکہ یہ عزیمت والے کاموں میں سے ہے۔ [2]

تنبیہ:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صبر وتقویٰ کی جانب، ان کے ذکر میں قریب ہونے کے باوجود [ذٰلك] کے ساتھ اشارہ کیا ہے اور اس میں ان دونوں کے بلند مقام ومرتبہ کی طرف اشارہ ہے۔ اسی بارے میں قاضی ابوسعود نے تحریر کیا ہے: ﴿فَإِنَّ ذٰلِكَ﴾ یہ صبر وتقویٰ کی جانب اشارہ ہے۔ اور اس [یعنی ذٰلك] میں جو دوری کا معنی ہوتا ہے، اس کے ساتھ ان دونوں کے عالی مرتبہ ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ [3]

---
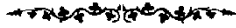
[1] ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود ۲/۱۲٤؛ نیز ملاحظہ ہو: الکشاف ۱/٤٨٦؛ و تفسیر البیضاوي ۱/۱۹٤.

[2] ملاحظہ ہو: تفسیر التحریر والتنویر ٤/۱۹۰.

[3] ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود ۲/۱۲٤.

مبحث سوئم

تقویٰ کی برکات

تمہید:

تقویٰ کے ثمرات اور خیر و برکات کے بارے میں کتاب وسنت میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔ توفیق الٰہی سے اس مقام پر ان میں سے کچھ باتیں درج ذیل عنوانات کے ضمن میں ذکر کی جارہی ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت وتکریم پانا

۲: اللہ تعالیٰ کی دوستی کا حصول

۳: رسول کریم ﷺ کی دوستی کا حصول

۴: محبوبِ الٰہی بننا

۵: اللہ تعالیٰ کی معیت کا پانا

۶: رحمت خاصہ پانے والوں میں شمولیت

۷: گناہوں کی معافی

۸: اجر عظیم

۹: فرقان ونور

۱۰: دشمنوں کے مکر سے بچاؤ

۱۱: غم سے نجات

۱۲: خارج از تصور جگہ سے رزق

۱۳: کاموں کا سدھرنا

۱۴: ہر معاملہ میں آسانی

۱۵: قابل تعریف انجام کار

۱۶: جہنم سے نجات

۱۷: جنت کی وراثت

۱۸: حصول فلاح

۱۹: اولاد کی حفاظت

(ا)

اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و تکریم پانا

تقویٰ کی برکات میں سے ایک یہ ہے، کہ اس کی بدولت بندہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معزّز و مکرّم ہو جاتا ہے۔ جس قدر تقویٰ میں بلند ہوگا، اسی قدر اللہ کریم کے ہاں اس کا مقام و مرتبہ اونچا ہوگا۔ اسی بارے میں دو آیات کریمہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَّأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴾ [1]

[اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہیں جماعتیں اور قبیلے بنا دیا ہے، تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرسکو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ باعزت وہ ہے، جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے اور خوب باخبر ہیں۔]

حافظ ابن کثیر نے تحریر کیا ہے، کہ ارشادِ ربانی ﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ سے مراد یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے مقام کی ایک دوسرے سے بلندی تقویٰ کی بنا پر ہے، حسب و نسب کی وجہ سے نہیں۔ [2]

علامہ قاشانی نے لکھا ہے، کہ ارشادِ ربانی ﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ کا معنی یہ ہے، کہ حسب و نسب عزت و فضیلت کا سبب نہیں، کیونکہ ایک مرد اور ایک عورت کی طرف نسبت میں ساری انسانیت برابر ہے۔ جماعتوں اور قبیلوں کی تفریق حسب و نسب کی شناخت کی غرض سے ہے، ایک دوسرے پر فخر کے لیے نہیں، کیونکہ ایسا کرنا گھٹیا اعمال میں سے ہے۔ اور عزت و تکریم ایسے اعمال سے دور رہنے میں ہے۔ اور یہی بات تقویٰ کی اساس ہے۔ پھر جس قدر کسی شخص کا تقویٰ زیادہ ہوگا، اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند و بالا اور قدر و منزلت والا ہوگا۔ [1]

ب: اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

---

[1] سورة الحجرات / الآية ۱۳۔ [2] ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير ۲۲۸/٤۔

[1] ملاحظہ ہو: تفسير القاسمي ۱۲۷/۱۵۔

﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ ﴾ ❶

[اے نبی کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو، تو تم کسی عام عورت کی طرح نہیں]

علامہ شوکانی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: ﴿ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ ﴾ اللہ سبحانہ نے بیان فرمایا، کہ انہیں یہ مقام ومرتبہ مضبوطی سے تقویٰ اختیار کرنے سے حاصل ہوگا، صرف نبی کریم ﷺ کی طرف نسبت سے نہیں ملے گا۔ اور الحمدللہ انہوں نے خوب عمدگی سے تقویٰ اختیار کیا، ایمان خالص کی نعمت سے بہرور ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اور آپ کے انتقال کے بعد آپ کے طریقہ پر کاربند رہیں۔ ❷

متعدد احادیث شریفہ بھی اس حقیقت پر دلالت کناں ہیں۔ انہی میں سے چار درج ذیل ہیں:

ا: امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"قِيْلَ: "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟"

قَالَ: "أَتْقَاهُمْ"."

عرض کیا گیا: "یا رسول اللہ!" لوگوں میں سے سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے سب سے زیادہ متقی۔" ❸

امام ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ مِمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِ كَانَ هُوَ الْكَرِيْمُ دُوْنَ النَّسِيْبِ الَّذِيْ يُقَارِفُ مَا حُظِرَ عَلَيْهِ.] ❹

[اس بات کا بیان، کہ ممنوعہ کاموں کے ارتکاب کرنے والے حسب ونسب والے شخص کی بجائے حرام کردہ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی بنا پر چھوڑنے والا محترم ہے]

ب: امام احمد نے ابونضرہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ ایام تشریق کے درمیانی دن ❺ میں نبی کریم ﷺ کا خطبہ سننے والے شخص نے انہیں بتلایا، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ سورة الأحزاب/ جزء من الآية ٣٢. ❷ ملاحظہ ہو: فتح القدير ٣٩٤/٤.

❸ صحيح البخاري، كتاب الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ (واتخذ الله إبراهيم خليلا)، جزء من رقم الحديث ٣٨٧/٦،٢٣٥٣.

❹ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الخوف والتقى، ٤١٦/٢.

❺ ایام تشریق سے مراد گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کے تین دن ہیں اور ان کا درمیانی دن بارہ ذوالحجہ ہے۔

" یَا أَیُّهَا النَّاسُ! أَلَا إِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاکُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰی عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰی عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰی أَسْوَدَ، وَلَا لِأَسْوَدَ عَلٰی أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰی. أَبَلَّغْتُ؟"

قَالُوْا: " بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ." ❶

''اے لوگو! خبردار بلاشبہ تمہارا رب ایک ہے اور یقیناً تمہارا باپ [بھی] ایک ہے، خبردار کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں، اور نہ کسی عجمی کو عربی پر، نہ کسی سرخ کو سیاہ پر، اور نہ سیاہ کو سرخ پر، مگر تقویٰ کے ساتھ۔

کیا میں نے [پیغام] پہنچا دیا ہے؟''

انہوں نے عرض کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے [پیغام] پہنچا دیا ہے۔''

ج: امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا:

" یَا أَیُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْکُمْ عُبِّیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا. فَالنَّاسُ رَجُلَانِ: رَجُلٌ بَرٌّ تَقِيٌّ کَرِیْمٌ عَلَی اللّٰهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَیِّنٌ عَلَی اللّٰهِ. وَالنَّاسُ بَنُوْ آدَمَ، وَخَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مِنَ التُّرَابِ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ یٰٓأَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّأُنْثٰی وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاکُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ. ﴾" ❷

[اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کی نخوت و تکبر اور باپوں کی بنا پر ایک دوسرے پر بڑا بننے کو ختم کر دیا ہے۔ لوگ دو قسم کے ہیں: نیک اور متقی [جو کہ] اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز شخص ہے اور بدنصیب اور فاجر [جو کہ] اللہ تعالیٰ کے نزدیک گھٹیا شخص ہے۔ [سب] لوگ

❶ المسند، جزء من رقم الحدیث ۲۳۴۸۹، ۴۷۴/۳۸۔ شیخ شعیب ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند ۳۸/ ۴۷۴)۔

❷ جامع الترمذي، أبواب تفسیر القرآن، سورة الحجرات، رقم الحدیث ۳۴۸۸، ۹/۱۱۰-۱۱۱۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [ملاحظہ ہو: صحیح جامع الترمذي ۱۰۸/۳]؛ نیز ملاحظہ ہو: سلسلة الأحادیث الصحیحة، المجلد السادس، القسم الأول/ ۴۴۹-۴۵۲؛ وصحیح سنن أبي داود ۳/ ۹۶۴؛ وغایة المرام ص ۱۹۰)۔

آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔اور تمہیں جماعتیں اور قبیلے بنادیا ہے، تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرسکو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ باعزت وہ ہے، جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے اور خوب باخبر ہیں۔'']

د: امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَلْحَسَبُ اَلْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى.''

''حسب ونسب مال ہے اور [باعث] تکریم تقویٰ ہے۔''

علامہ طیبی شرح حدیث میں تحریر کرتے ہیں: لغوی اعتبار سے [الحسب] سے مراد اپنے اور اپنے آباء واجداد کے کارہائے نمایاں اور [الکرم] سے مراد خیر،عزت اور فضائل کی متعدد اقسام کا مجموعہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے وہ معانی بیان فرمائے ہیں، جو کہ لوگوں کے ہاں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہیں: اور وہ معانی یہ ہیں، کہ لوگوں کے نزدیک فقیر حسب ونسب والا نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کی نہ تو کچھ توقیر ہوتی ہے، نہ ہی اس کی پروا کی جاتی ہے۔ ان کے ہاں حسب ونسب والا تو وہ ہے، جس کو مال میں فراوانی میسر ہو اور وہ آنکھوں کو بھاتا ہو۔ لیکن ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل تکریم نہیں۔ ان کے نزدیک معزز ومحترم تو وہ شخص ہے، جس نے تقویٰ کی چادر اوڑھ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ ﴾

[یقیناً تم میں سے سب سے زیادہ باعزت وہ ہے، جو سب سے زیادہ متقی ہے] [1]

شرح حدیث میں ملا علی قاری رقم طراز ہیں: اس کے معنی کے متعلق کہا گیا ہے: جس چیز کے ساتھ آدمی لوگوں کے ہاں بلند قدر ہوتا ہے، وہ مال ہے، اور جس چیز کے ساتھ آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں

---

[1] ملاحظہ ہو: شرح الطیبی ۱۰/۳۱۵۰۔ ۳۱۵۱.

عالی مرتبت ہوتا ہے، وہ تقویٰ ہے۔ آباء واجداد کی بنا پر فخر کرنا، اس کی نہ تو لوگوں کے ہاں کچھ حیثیت ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قابل وقعت بات ہے۔ ❶

(۲)

اللہ تعالیٰ کی دوستی کا حصول

تقویٰ کے عظیم الشان فوائد میں سے ایک یہ ہے، کہ وہ بندے کو اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شامل کروانے کا سبب ہے۔ اس حقیقت پر دلالت کناں نصوص میں سے دو درج ذیل ہیں:

ا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ ❷

[اور اللہ تعالیٰ متقیوں کے دوست ہیں]

ب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ إِنْ أَوْلِيَآؤُهٗ إِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ❸

[ان [اللہ تعالیٰ] کے دوست نہیں ہیں مگر متقی لوگ، لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے]

اس آیت کریمہ میں حصر ہے، کیونکہ اس میں نفی [إِنْ أولياؤه] کے بعد اثبات [إِلَّا الْمُتَّقُوْن] ہے۔ اور اس کا فائدہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا تعین کرنا ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے، کہ متقیوں کے سوا ان کا اور کوئی دوست نہیں۔ واللہ تعالیٰ أعلم. ❹

ولایت الٰہیہ کے ثمرات وفوائد:

اللہ تعالیٰ کا کسی کو اپنا دوست بنانا معمولی بات نہیں۔ اس کے ثمرات و برکات انتہائی بیش قیمت ہیں۔ درج ذیل ارشاد ربانی اس حقیقت کو خوب واضح کرتا ہے:

﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ . الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ. لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ ❺

---

❶ ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ٦٤١/٨. ❷ سورة الجاثيه/ جزء من الآية ١٩. ❸ سورة الأنفال/ جزء من الآية ٣٤.

❹ ملاحظہ ہو: زاد المسير ٣٥٢/٣. ❺ سورة يونس/ الآيات ٦٢-٦٤.

''یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہ ایمان لائے اور وہ متقی تھے۔ ان کے لیے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کچھ تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ یہ ہی بڑی کامیابی ہے)۔

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ملنے والی بیان کردہ عنایات میں سے پانچ مندرجہ ذیل ہیں:

۱: ان پر خوف نہیں:

۲: وہ مغموم نہ ہوں گے:

شیخ سعدی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ﴿ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ﴾ان کے آگے جو خوف ناک باتیں اور ہولناک حوادث ہیں، ان کی بنا پر ان پر کوئی غم نہ ہوگا۔

﴿ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾گزشتہ زندگی میں انہوں نے جو اعمال کیے ہوں گے، ان کی وجہ سے ان پر کوئی غم نہ ہوگا، کیونکہ انہوں نے سابقہ زندگی میں صرف نیک اعمال ہی کیے تھے۔ جب ان پر ڈر اور غم نہ ہوگا، تو ان کے لیے امن، سعادت اور وہ خیر کثیر ہوگی، جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ [1]

۳: دنیوی زندگی میں خوش خبری:

۴: آخرت میں خوش خبری:

شیخ سعدی رقم طراز ہیں: دنیا میں بشارت عمدہ تعریف، اہل ایمان کے دلوں میں محبت، اچھے خواب اور اچھے اعمال و اخلاق کے کرنے اور برے اعمال سے بچنے میں توفیق الٰہی میسر آنے کی شکل میں ہوگی۔

آخرت میں خوش خبری کی ابتدا ان کی ارواح کے قبض کیے جانے کے وقت سے ہوگی، قبر میں رضائے الٰہی اور دائمی نعمتیں پانے کی بشارت دی جائے گی اور اس بشارت کی تکمیل آخرت میں نعمتوں والی جنتوں میں داخلے اور دردناک عذاب سے نجات سے ہوگی۔

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسير السعدي ص ٣٨٥.

۵: عظیم کامیابی کے حصول کی شہادت:

شیخ سعدی نے ﴿ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے: وہ عظیم کامیابی ہے، کیونکہ وہ ہر ناپسندیدہ چیز سے نجات اور ہر پسندیدہ چیز کے پانے پر مشتمل ہے۔ آیت کریمہ میں حصر ہے، کیونکہ ایمان وتقویٰ والوں کے سوا کسی اور کے لیے کامیابی نہیں۔ [1]

۶: ان کے دشمنوں کے خلاف اللہ تعالیٰ کا اعلانِ جنگ:

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: "مَنْ عَادَىٰ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ." [2]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے میرے دوست سے دشمنی کی، تو میں نے یقیناً اس کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔''

شرح حدیث میں علامہ فاکہانی لکھتے ہیں: اس میں شدید دھمکی ہے، کیونکہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ لڑائی کریں گے، اس کو ہلاک کر دیں گے۔ اور اس میں مجاز بلیغ ہے، کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ شخص کو ناپسند کیا، اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی، اس نے اللہ تعالیٰ سے عناد رکھا اور جس نے ان سے عناد رکھا، وہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

اور جب یہ بات اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ دشمنی رکھنے کے متعلق ہے، تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دوستی رکھنے والوں کے لیے یہ بات بھی ثابت ہوگئی، کہ جس نے ان سے دوستی رکھی، اللہ تعالیٰ اس کو عزت عطا فرمائیں گے۔ [3]

علامہ طوفی نے تحریر کیا ہے: جب اللہ تعالیٰ کا ولی طاعت وتقویٰ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت ونصرت کے ذریعہ اس کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دستور بنا رکھا ہے، کہ دشمن کا دشمن دوست اور دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے۔ اس قاعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کے دوست کا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست سے عداوت رکھنے

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر السعدي ص ۳۸۵۔ [2] صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب التواضع، جزء من رقم الحدیث ۶۵۰۲، ۱۱/۳۴۰۔ ۳۴۱۔ [3] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۱/۳۴۲۔۳۴۳۔

والا ایسے ہی ہے، کہ گویا کہ اس نے اس سے لڑائی کی، اور اس سے لڑائی کرنے والا ایسے ہی ہے، کہ گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے لڑائی کی۔ ❶

(۳)

رسول کریم ﷺ کی دوستی کا حصول

تقویٰ کی جلیل القدر برکات میں سے ایک یہ ہے، کہ متقی لوگ رسول کریم ﷺ کے دوست بننے کے عظیم المرتبت اعزاز سے سرفراز ہوتے ہیں۔ توفیق الٰہی سے اس بارے میں دو حدیثیں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

ا: امام ابوداود نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے فتنوں کا بہت زیادہ تذکرہ فرمایا، یہاں تک کہ آپ نے [فتنه الأحلاس] کا ذکر فرمایا۔

ایک کہنے والے نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! [فتنه الأحلاس] کیا ہے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

'' هِيَ هَرَبٌ ، وَحَرَبٌ ، ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ، دَخَنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَزْعَمُ أَنَّهُ مِنِّي، وَلَيْسَ مِنِّي، إِنَّمَا أَوْلِيَائِي الْمُتَّقُوْنَ.'' ❷

''وہ ایسا فتنہ ہے، کہ لوگ باہمی بغض و عداوت کی بنا پر ایک دوسرے سے دور بھاگیں گے، آدمی کا سارا مال چھین کر اس کو تہی دست کردیا جائے گا، پھر نعمتوں کا فتنہ ❸ ہوگا، اس کا دھواں

---

❶ ملاحظہ ہو: فتح الباري ٣٤٢/١١.

❷ سنن أبي داود، كتاب الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها، جزء من رقم الحديث ٤٢٣٦، ٢٠٧/١١۔٢٠٨. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٧٩٨/٣؛ وسلسلة الأحاديث الصحيحة ٧٠٢/٢۔٧٠٣).

❸ اس سے مراد ایسا فتنہ ہے، کہ لوگ صحت، آسودگی اور بیماریوں اور وباؤں کے بعد عافیت پانے پر شاداں وفرحاں ہوں گے۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ٢٠٨/١١).

میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے دونوں قدموں کے نیچے سے ہوگا، ❶ وہ گمان کرے گا، کہ وہ مجھ سے ہے، لیکن وہ مجھ سے نہیں۔ ❷ بلاشبہ میرے دوست تو متقی لوگ ہیں۔''

علامہ اردبیلی شرح حدیث میں رقم طراز ہیں: اس [حدیث] میں یہ ہے، کہ معیار [تعلق] صرف اور صرف تقویٰ ہے، اگرچہ رسولِ کریم ﷺ سے نسبت میں دوری ہو۔ فاسق اور فسادی کی رسول اللہ ﷺ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں، اگرچہ وہ آپ ﷺ سے نسب میں قریب ہو۔ ❸

ب: امام ابن حبان نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا، تو آپ ﷺ وصیت کرتے ہوئے ان کے ساتھ نکلے اور [دورانِ وصیت] آپ ﷺ نے فرمایا:

" إِنَّ أَهْلَ بَيْتِي هٰؤُلَاءِ يَرَوْنَ أَنَّهُمْ أَوْلَى النَّاسِ بِيْ، وَإِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ، مَنْ كَانُوْا، وَحَيْثُ كَانُوْا." ❹

''بلاشبہ میرے یہ اہل بیت سمجھتے ہیں، کہ وہ میرے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے، کہ متقی لوگ مجھ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں، وہ کوئی بھی ہوں، اور جہاں بھی ہوں۔''

امام ابن حبان نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ الْخَبَرِ الدَّالِ عَلَى أَنَّ أَوْلِيَاءَ الْمُصْطَفَى ﷺ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ دُوْنَ أَقْرِبَائِهِ إِذَا كَانُوْا فَجَرَةً.] ❺

---

❶ مراد یہ ہے، کہ وہ ہی اس فتنہ کی آگ کو بھڑکانے والا ہوگا، یا اس فتنہ کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہوگی۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ۱۱/۲۰۸).

❷ مراد یہ ہے، کہ وہ شخص گمان کرے گا، کہ وہ میرے نقشِ قدم پر چل رہا ہے، لیکن حقیقت میں وہ ایسا ہوگا اور نہ ہی میرے دوستوں میں ہوگا، اگرچہ وہ نسب کے اعتبار سے مجھ ہی سے ہوگا۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۱/۲۰۸).

❸ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۱/ ۲۰۸.

❹ الإحسان في ترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الخوف والتقوى، جزء من رقم الحديث ٦٤٧، ٢/ ٤١٤۔٤١٥. شیخ ارناؤوط نے اس حدیث کی [اسناد کو قوی] قرار دیا ہے۔ (هامش الإحسان ٢/ ٤١٥)، نیز ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحديث ٢٢٠٥٢، ٣٦/ ٣٧٦).

❺ الإحسان في ترتيب صحيح ابن حبان، ٢/ ٤١٥.

[اس بات پر دلالت کناں حدیث کا ذکر، کہ بلاشبہ مصطفیٰ ﷺ کے دوست ان کے فاجر اقارب کی بجائے متقی لوگ ہیں]۔

(۴)

محبوبِ الٰہی بننا

تقویٰ کے انتہائی بیش قیمت ثمرات میں سے ایک یہ ہے، کہ اس کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ یہ حقیقت قرآن وسنت کی متعدد نصوص میں بیان کی گئی ہے، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا: ارشادِ ربانی:

﴿ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ ❶

(کیوں نہیں، جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور تقویٰ اختیار کرے، تو یقیناً اللہ تعالیٰ متقی لوگوں سے محبت کرتے ہیں)۔

ب: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ ❷

[بلاشبہ اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتے ہیں]۔

ج: امام مسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَقِيَّ الغَنِيَّ الْخَفِيَّ .'' ❸

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے محبت کرتے ہیں، جو تقی غنی ❹ اور خفی ❺ ہو۔''

---

❶ سورة آل عمران/ الآية ٧٦.

❷ سورة التوبة/ جزء من الآية ٤.

❸ صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، جزء من رقم الحديث ١١ (٢٩٦٥)، ٢٢٧٧/٤.

❹ (غنيّ) سے مراد دل کا غنی ہونا ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ''اور لیکن [حقیقی] تونگری، تو دل کی تونگری ہے۔'' (ملاحظہ ہو: شرح النووي ١٠٠/١٨).

❺ (خفيّ) سے مراد ایسا شخص ہے جو عبادت میں انہماک اور اپنے کاموں میں مصروفیت کی بنا پر عام لوگوں میں مشہور نہ ہو۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١٠٠/١٨).

اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے کے ثمرات:

اللہ ربّ العالمین کا محبوب بننا کچھ معمولی بات نہیں۔ اس کی عظیم الشان برکات میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ کا ایسے شخص کا سمع و بصر بننا:

۲: دعاؤں کا قبول ہونا:

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُوْلُ: " وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ. وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ. فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا. وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ." [1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میرے مقرر کردہ فرائض کی ادائیگی سے زیادہ کسی اور چیز سے بندہ میرے قریب نہیں ہوتا۔ وہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں، کہ وہ اس کے ساتھ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، کہ وہ اس کے ساتھ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں، جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے، اور قدم ہو جاتا ہوں، جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اس کو ضرور دیتا ہوں، اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے، تو ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔''

حضرات محدثین نے اس حدیث شریف کے متعدد معانی بیان کیے ہیں، جن میں سے چند ایک

---

[1] صحیح البخاري، کتاب الرقائق، باب التواضع، جزء من رقم الحدیث ۶۵۰۲، ۱۱/۳۴۰۔۳۴۱. حافظ ابن حجر نے تحریر کیا ہے: " وَفِيْ حَدِيْثِ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ: " وَمَنْ أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا وَيَدًا وَمُؤَيِّدًا." (فتح الباري ۱۱/۳۴۴) [حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے: ''اور جس سے میں محبت کروں، تو میں اس کا کان، آنکھ، ہاتھ اور تائید کرنے والا بن جاتا ہوں۔'']

درج ذیل ہیں:

ا: یہ بات بطور مثال بیان کی گئی ہے اور معنی یہ ہے، کہ وہ میری طاعت اور فرمانبرداری اسی طرح پسند کرتا ہے، جس طرح کہ اپنے ان اعضاء کو پسند کرتا ہے۔

ب: وہ کلیتہً میرے ہی ساتھ مشغول رہتا ہے، وہ اپنے کان کو وہ ہی سناتا ہے، جو مجھے خوش کرتا ہے، اور اپنی آنکھ سے صرف وہ دیکھتا ہے، جس کا میں نے حکم دیا ہے۔

ج: میں اس کے مقاصد کو [اتنی آسانی کے ساتھ] اس کے لیے پورا کرتا ہوں، گویا کہ وہ [خود ہی] اپنے کان اور آنکھ کے ساتھ انہیں پورا کر رہا ہے۔

د: میں اس طرح اس کا مددگار بن جاتا ہوں، جس طرح کہ اس کے کان، آنکھ اور قدم دشمن کے مقابلے میں اس کی معاونت کرتے ہیں۔

ہ: اس میں مضاف محذوف ہے اور مراد یہ ہے، کہ میں اس کے کان کا محافظ بن جاتا ہوں، پھر وہ اس کے ساتھ صرف حلال چیزیں سنتا ہے اور اسی طرح اس کی آنکھ کا محافظ بن جاتا ہوں۔ وعلى هذا القياس.

و: [سمع] سے مراد [مسموع] ہے، کیونکہ بسا اوقات مصدر مفعول کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور معنی یہ ہے، کہ وہ صرف میرا ذکر ہی سنتا ہے، میری کتاب ہی کی تلاوت اس کے لیے باعث لذت ہوتی ہے، وہ میرے ساتھ سرگوشیوں ہی سے مانوس ہوتا ہے، وہ صرف میری بادشاہت کے عجائب ہی میں غور وفکر کرتا ہے۔ وہ اپنا ہاتھ صرف اسی طرف بڑھاتا ہے، جس میں میری خوشنودی ہوتی ہے، اور اسی طرح اپنا قدم۔

ز: علامہ خطابی نے لکھا ہے، کہ شاید مراد یہ ہو، کہ اس کی دعائیں بارگاہِ الٰہی میں جلد شرف قبولیت حاصل کرتی ہیں، کیونکہ انسان کی ساری کدوکاوش انہی اعضاء کے ساتھ ہوتی ہے۔ [1]

مذکورہ تمام معانی عمدہ ہیں اور اللہ کریم کے لیے اپنے محبوب بندے کے لیے ان سب کا جمع کرنا کچھ مشکل نہیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ.

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۱/ ۳٤٤.

ایسے شخص کی دعاؤں کی قبولیت پر حدیث شریف کے الفاظ مبارکہ: "وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيْذَنَّهُ." [اور اگر اس نے مجھ سے سوال کیا، تو میں اس کو ضرور عطا کروں گا اور اگر اس نے مجھ سے پناہ طلب کی، تو ضرور اس کو پناہ دوں گا] بھی دلالت کرتے ہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

"وَإِذَا اسْتَنْصَرَبِي نَصَرْتُهُ." [1]

[اور جب وہ مجھ سے مدد طلب کرتا ہے، تو میں اس کی مدد کرتا ہوں۔]

۳: آسمان اور زمین والوں کی محبت:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيْلَ: "إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحِبُّوْهُ."

فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَاءِ: "إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحِبُّوْهُ."

فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ." [2]

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں، تو جبریل کو آواز دیتے ہیں:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت فرماتے ہیں، تم بھی اس سے محبت کرو۔"

جبریل اس [شخص] سے محبت کرتے ہیں، پھر جبریل آسمان والوں میں آواز دیتے ہیں:"

یقیناً اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت فرماتے ہیں، تم بھی اس سے محبت کرو۔"

پس اس سے آسمان والے محبت کرتے ہیں، پھر اس کے لیے اہل زمین [کے دلوں] میں قبولیت ڈالی جاتی ہے۔"

امام نووی نے حدیثِ مسلم پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۳٤٥/۱۱.

[2] متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب الأدب، باب المِقَةُ من اللّٰه تعالی، رقم الحدیث ٦٠٤٠، ٤٦١/١٠؛ وصحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، جزء من رقم الحدیث ١٥٧-(٢٦٣٧)، ٢٠٣٠/٤. الفاظ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

[بَابٌ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَبَّبَهُ إِلَى عِبَادِهِ.] ❶

[اس بارے میں باب، کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں، تو اس کو بندوں کا محبوب بنا دیتے ہیں]۔

امام ترمذی کی روایت میں ہے:

" ثُمَّ تُنْزَلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ❷ ﴾ ❸

'' پھر اس کے لیے اہل زمین میں محبت نازل کی جاتی ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے رحمٰن محبت پیدا کردے گا]۔

اے اللہ کریم! ہم ناکاروں کو بھی ایسے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمادیجیے۔ آمین یاذاالجلال والاِکرام.

(۵)

اللہ تعالیٰ کا متقیوں کے ساتھ ہونا

تقویٰ کی عظیم الشان برکات میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنی نصرت و تائید کے ذریعے اہل تقویٰ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ وہ ان کی حفاظت فرماتے ہیں اور ان کے معاملات سدھارنے میں ان کی اعانت فرماتے ہیں۔ اس حقیقت پر دلالت کناں آیات میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا: ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ ❹

[اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور یقین کرلو، کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہیں]۔

---

❶ صحیح مسلم ۴/ ۲۰۳۰.　❷ سورة مريم/ الآية ۹۶.

❸ صحيح سنن الترمذي، أبواب تفسير القرآن عن رسول اللهﷺ، ومن سورة مريم، جزء من رقم الحديث ۲۵۲۸ ـ ۳۳۸۴، ۳/ ۷۶. شیخ البانی نے اس کو[صحیح] قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳/ ۷۶).

❹ سورة البقرة/ جزء من الآية ۱۹۴.

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ''ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طاعت اور تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ہے اور اس بات کی خبر دی گئی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نصرت و تائید کے ذریعہ سے دنیا و آخرت میں متقی لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔'' ❶

شیخ سعدی رقم طراز ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، کہ وہ اعانت، نصرت، تائید اور توفیق عطا کرنے کے ذریعہ سے متقی لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو جائیں، اس کو ابدی سعادت میسر آ گئی۔ اور جس نے تقویٰ چھوڑا، اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرما لیتے ہیں، اور اس کو اس کے نفس کے سپرد کر دیتے ہیں اور اس کی ہلاکت شہ رگ سے زیادہ اس کے قریب ہو جاتی ہے۔'' ❷

ب: ارشادِ ربّ العالمین ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قَـٰتِلُوا۟ ٱلَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ ٱلْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا۟ فِيكُمْ غِلْظَةً وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلْمُتَّقِينَ ﴾ ❸

[اے ایمان والو! ان کفار سے لڑو، جو تمہارے آس پاس ہیں اور چاہیے کہ وہ [جنگ میں] تمہاری سختی محسوس کریں اور یاد رکھو، کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہیں]۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: یعنی کافروں سے جنگ کرو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ اس بات کا یقین کر لو، کہ جب تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو گے اور ان کی اطاعت کرو گے، تو وہ بلاشبہ تمہارے ساتھ ہوں گے۔

خیر کے تینوں زمانوں میں جب لوگ استقامت اور طاعت الٰہیہ کے اعتبار سے بلندیوں پر فائز تھے، تو وہ اپنے دشمن پر غالب رہے، بہت سی فتوحات ہوئیں اور ان کے دشمن پستی اور خسارے میں رہے۔

پھر جب بادشاہوں کے درمیان فتنے، خواہشات اور اختلافات رونما ہوئے، تو دشمنوں نے اسلامی سلطنت کے اطراف کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور ان کی طرف پیش قدمی کی۔ بادشاہوں کے باہمی اختلافات کی بنا پر انہیں روکا نہ گیا۔ انہوں نے سرزمین اسلام کی طرف پیش قدمی جاری رکھی اور اس کی اطراف میں سے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ معاملہ بگڑتا گیا، یہاں تک کہ انہوں نے بہت

---

❶ تفسیر ابن کثیر ۱/ ٢٤٥.

❷ تفسیر السعدي ص ۷۹. نیز ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود ۱/ ۲۰۵؛ وتفسیر القاسمي ۳/ ۱۲۹.

سے بلادِ اسلامیہ پر اپنا تسلط جمالیا۔ معاملہ اس سے پہلے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

پھر جب بھی کوئی مسلمان بادشاہ اٹھا اور اس نے اوامرِ الٰہیہ کی اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ پر توکل کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے سے اس کے تعلق کے بقدر فتوحات عطا فرمائیں اور اس کو اسی کے بقدر دشمنوں سے اسلامی علاقے واپس کروادیے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے سوال اور امید ہے، کہ دشمن کافروں کی پیشانیاں مسلمانوں کے قبضہ میں کردیں اور ہر جگہ ان کا پلڑا بھاری فرمائیں. إِنَّهُ جَوادٌ كَرِيمٌ. [1]

شیخ سعدی نے تحریر کیا ہے: '' ﴿ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ یعنی: تمہارے پاس اس بات کا علم ہونا چاہیے، کہ اللہ تعالیٰ کی مدد تقویٰ کے بقدر ہوتی ہے، پس اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو لازم کرو، وہ تمہاری اعانت فرمائیں گے اور دشمن کے خلاف تمہاری مدد فرمائیں گے۔'' [2]

ج: ارشادِ ربانی ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴾ [3]

[یقیناً اللہ تعالیٰ متقی اور نیکی کرنے والے لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں]۔

حافظ ابن کثیر نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے: '' سو یہی وہ لوگ ہیں، کہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتے ہیں، ان کی نگہداشت کرتے ہیں اور ان کے دشمنوں اور مخالفین کے مقابلے میں ان کی نصرت، تائید اور مدد فرماتے ہیں۔'' [4]

(۶)

تقویٰ کا رحمت خاصہ پانے والوں کی صفات میں سے ہونا

تقویٰ کی عظیم القدر برکات میں سے ایک یہ ہے، کہ یہ ان لوگوں کی صفات میں سے ہے، جن کے لیے اللہ کریم نے رحمت خاصہ مقرر فرما رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۲/۴۴۲۔۴۴۳.

[2] تفسیر السعدي ص ۷۹، نیز ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود ۱/۲۰۵؛ وتفسیر القاسمي ۳/۱۲۹.

[3] سورة النحل/ الآية ۱۲۸.

[4] تفسیر ابن کثیر ۲/۶۵۳؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۱۰/۲۰۳؛ وتفسیر القاسمي ۱۲/۱۸۰.

هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ ❶

[اور میری رحمت تمام اشیاء کا احاطہ کیے ہوئے ہے، پس میں اس کو ان لوگوں کے لیے ضرور لکھوں گا، جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ ہماری آیات کے ساتھ ایمان لاتے ہیں]

شیخ سعدی اس کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: اور میری رحمت عالم علوی سفلی، نیک و بد، مؤمن و کافر سب کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ مخلوق میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچی ہوئی ہے اور ان کے فضل و احسان نے اس کو ڈھانپ رکھا ہے۔ لیکن رحمت خاصہ جس کے ساتھ سعادت دارین حاصل ہوتی ہے، وہ ہر ایک کے لیے نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا: ﴿ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ﴾...... [یعنی پس میں اس کو ان کے لیے ضرور لکھوں گا، جو [تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے] بچتے ہیں اور وہ زکاۃ واجبہ مستحقین کو] دیتے ہیں اور وہ لوگ ہماری آیات کے ساتھ ایمان لاتے ہیں]۔ ❷

(۷) گناہوں کی معافی / (۸) اجرِ عظیم

تقویٰ کی بنا پر اللہ کریم گناہ معاف فرما دیتے ہیں اور متقیوں کو اجرِ عظیم سے نوازتے ہیں۔ اس بارے میں دو آیتیں توفیق الٰہی سے ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

ا: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا. ﴾ ❸

[اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا، وہ اس کے گناہ معاف فرمادیں گے اور اس

---

❶ سورة الأعراف/ جزء من الآية ١٥٦.

❷ ملاحظہ ہو: تفسیر السعدي ص ٣١٤.

❸ سورة الطلاق/ جزء من الآية ٥.

کو اجر عظیم دیں گے۔]

حافظ ابن جوزی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: [اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ] ان کی اطاعت کے ذریعہ سے اختیار کرے گا، وہ اس کے گناہوں کو اس سے مٹا دیں گے اور آخرت میں اس کو عظیم اجر عطا فرمائیں گے۔ ❶

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے: اس کے گناہوں کو ختم کر دیا جاتا ہے اور اس کو معمولی عمل کے بدلہ میں بہت بڑا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ ❷

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے، کہ بہت ہی بڑے اللہ تعالیٰ نے متقی کو [اجر عظیم] دینے کا وعدہ فرمایا ہے، اس لیے یہ اجر لامحدود ہوگا اور دنیا میں نہ تو کوئی اس کی مقدار کا احاطہ کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کا کما حقہ وصف بیان کرسکتا ہے۔ ❸

ب: متقی لوگوں کے لیے اجر عظیم کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی میں بھی ہے:

﴿ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴾ ❹

[اور اگر تم ایمان لے آؤ اور متقی بن جاؤ، تو تمہارے لیے اجر عظیم ہے۔]

علامہ شوکانی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ''اس کی نہ تو مقدار معلوم ہے اور نہ ہی اس کی حقیقت تک رسائی ہوسکتی ہے۔'' ❺

(۹)

فرقان ونور

تقویٰ کی جلیل القدر برکات میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ کریم متقیوں کو فرقان ونور کی عظیم نعمت سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔ اس بارے میں دو آیتیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

❶ ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۲۹۵/۸۔ ❷ ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ٤٠٤/٤۔

❸ ملاحظہ ہو: تفسیر الخازن ۵۹۷/۱؛ وتفسیر أبي السعود ۲۳۲/۲۔

❹ سورۃ آل عمران/ جزء من الآیۃ ۱۷۹۔ ❺ فتح القدیر ۶۰۸/۱۔

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن تَتَّقُوا۟ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَٱللَّهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ ﴾ ❶

[اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو گے، تو وہ تمہیں [فرقان] دے گا، تم سے تمہارے گناہوں کو دور کردے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے متقیوں کو عطا کی جانے والی جن چیزوں کا ذکر فرمایا ہے، ان میں سے ایک [فرقان] ہے۔ حافظ ابن جوزی نے اس کی تفسیر میں علمائے امت کے درج ذیل چار اقوال نقل کیے ہیں:

ا: گمراہی سے نکلنے کی راہ:

ابن ابی طلحہ نے یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ اور یہی بات عکرمہ، مجاہد، ضحاک اور ابن قتیبہ نے بیان کی ہے۔ اور معنی یہ ہوگا: تمہارے لیے دین میں ضلالت سے نکلنے کی راہ [اللہ تعالیٰ] پیدا فرمادیں گے۔

۲: نجات:

عوفی نے یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے اور یہی بات قتادہ اور سدی نے بیان کی ہے۔

۳: نصرت واعانت:

ضحاک نے یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے اور یہی بات فراء نے بھی بیان کی ہے۔

۴: دلوں میں ہدایت:

دلوں میں ہدایت، کہ وہ اس کے ساتھ حق و باطل کے درمیان تمیز کرتے ہیں۔ یہ معنی ابن زید اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔ ❷

حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں: ابن اسحاق کا بیان کردہ معنی سابقہ تینوں معانی سے عام ہے اور وہ

---

❶ سورۃ الأنفال، الآیۃ ۲۹۔ ❷ ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۳/۳٤٦۔

ان تینوں کے حصول کا سبب بنتا ہے، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل اور ان کی منہیات سے اجتناب کے ذریعہ سے ان کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، تو اس کو حق و باطل کو جانچنے اور پرکھنے کی توفیق عطا کی جاتی ہے اور یہ بات اس کی نصرت و تائید، امور دنیویہ میں اس کی نجات اور روزِ قیامت سعادت کا سبب بنتی ہے۔ ❶

حافظ ابو قاسم غرناطی اپنی تفسیر میں قلم بند کرتے ہیں: ''﴿ يَجْعَلُ لَّكُمْ فُرْقَانًا ﴾یعنی تم حق و باطل کے درمیان تمیز کرو گے اور یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ تقویٰ دل کو منور کرتا ہے، سینے کو کھول دیتا ہے اور علم و معرفت کو زیادہ کر دیتا ہے۔'' ❷

شیخ سعدی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: تقویٰ کی وساطت سے رب تعالیٰ کی اطاعت بندہ کی سعادت کی نشانی اور کامیابی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے بدلہ میں دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سے بہت کچھ رکھا ہے۔ اس آیت کریمہ میں تقویٰ کے عوض میں ملنے والی چار چیزوں کا ذکر فرمایا ہے، جن میں سے ہر ایک دنیا و مافیہا سے اعلیٰ ہے:

پہلی چیز الفرقان ہے اور وہ علم و ہدایت ہے، جس کے ذریعہ متقی ہدایت اور گمراہی، حق و باطل، حلال و حرام، خوش نصیب اور بدنصیب لوگوں کے درمیان تمیز کرتا ہے۔ دوسری اور تیسری چیز ﴿ يُكَفِّرُ السَّيِّئَاتِ ﴾ اور ﴿ مَغْفِرَةُ الذُّنُوب ﴾ ہیں اور ان دونوں کا استعمال ایک دوسرے کے لیے کیا جاتا ہے، لیکن جب یہ دونوں ایک مقام پر استعمال کیے جائیں، تو ﴿ يُكَفِّرُ السَّيِّئَاتِ ﴾ کی تفسیر چھوٹے گناہوں کی معافی اور ﴿ مَغْفِرَةُ الذُّنُوب ﴾ کی تفسیر بڑے گناہوں کی معافی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ ❸

چوتھی چیز اجر عظیم ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے والے اور رضائے الٰہی کو اپنی خواہش پر ترجیح دینے والے کے لیے بہت بڑا ثواب ہے۔ یہ چوتھی چیز ارشادِ ربانی ﴿ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴾ ❹ سے معلوم ہوتی ہے۔ ❺

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير ٢/ ٣٣٤.

❷ كتاب التسهيل لعلوم التنزيل ٢/ ١١٦۔١١٧.

❸ حافظ ابن کثیر کی تفسیر کے مطابق ﴿ يُكَفِّرُ السَّيِّئَاتِ ﴾ سے گناہوں کا مٹانا اور ﴿ مَغْفِرَةُ الذُّنُوب ﴾ سے مراد ان کی لوگوں سے پردہ پوشی ہے۔ (ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير ٢/ ٣٣٤).

❹ [ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والے ہیں]

❺ ملاحظہ ہو: تفسير السعدي ص ٣٣٠.

ب: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [1]

[اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور ان کے رسول پر ایمان لاؤ، وہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دیں گے اور تمہیں نور عطا فرمائیں گے، کہ تم اس کے ساتھ چلتے پھرتے رہو گے اور تمہارے گناہ معاف فرمادیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والے، نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔]

حافظ ابن کثیر نے حضرت سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: ''﴿ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ ﴾ یعنی تمہیں ہدایت سے نوازیں گے، کہ تم اس کے ذریعہ اندھے پن اور جہالت کو دیکھ سکو گے۔'' [2]

شیخ سعدی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: ''﴿ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ ﴾ [اپنی رحمت سے دوہرا حصہ] ان دونوں کی مقدار اور وصف کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ایمان کا اجر، تقویٰ کا اجر، اوامر الٰہیہ کی تعمیل کا اجر اور منہیات کے ترک کرنے کا اجر، یا تثنیہ سے مراد ایک کے بعد دوسری مرتبہ دوبارہ عطا فرمانا ہے۔

﴿ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ ﴾: یعنی وہ تمہیں علم و ہدایت عطا فرمائیں گے، نور دیں گے، جس کے ذریعہ تم جہالت کی تاریکیوں میں چلو گے اور وہ تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔'' [3]

شیخ جزائری نے لکھا ہے: ''﴿ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ ﴾: یعنی دنیا میں، کہ تم ہدایت الٰہیہ کے مطابق زندگی بسر کرو گے اور آخرت [4] میں، کہ تم اس کے ساتھ پل صراط پر چلو گے۔'' [5]

---

[1] سورة الحديد/ الآية ٢٨.

[2] تفسير ابن كثير ٤/ ٣٣٤.

[3] تفسير السعدي ص ٩٢٤.

[4] نیز ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود ٨/ ٢١٤.

[5] أيسر التفاسير ٥/ ٢٨٠.

(۱۰)

دشمنوں کے مکر سے بچاؤ

برکات تقویٰ میں سے ایک انتہائی قیمتی بات یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل تقویٰ کے لیے دشمنوں کے مکر وفریب سے بچاؤ کے اسباب میں سے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴾ ❶

[اور اگر تم صبر اور تقویٰ کے ساتھ رہو، تو ان کا مکر تمہیں ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا احاطہ رکھتے ہیں۔]

آیت کریمہ میں بیان کردہ حقیقت کی مزید وضاحت کی خاطر توفیق الٰہی سے ذیل میں چار مفسرین کے اقوال پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: علامہ زمخشری نے لکھا ہے: ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم وتوجیہ ہے، کہ دشمن کے مکر کے خلاف صبر اور تقویٰ کے ساتھ مدد طلب کی جائے۔'' ❷

۲: علامہ رازی نے تحریر کیا ہے: آیت کا معنی یہ ہے، کہ جس کسی نے اوامر الٰہیہ کی ادائیگی پر صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ باتوں سے دور رہا، تو وہ اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور پھر اس کو کافروں کا مکر اور حیلہ بازوں کی حیلہ سازیاں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

اصل حقیقت یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی بندگی کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ پس جو شخص اس سلسلے میں بندگی کے عہد کو پورا کرے، تو اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں، کہ وہ ایسے شخص کو آفات اور خوف ناک باتوں سے محفوظ نہ کریں اور بطور رب اپنے عہد کو پورا نہ فرمائیں۔

اسی حقیقت کی طرف ارشادِ باری تعالیٰ میں اشارہ ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾ ❸

[اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے چھٹکارا کی صورت

---

❶ سورة آل عمران / جزء من الآية ١٢٠. ❷ الكشاف ١ / ٤٦٠.
❸ سورة الطلاق / الآيتان ٢-٣.

نکال دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں، جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔] ❶

۳: شیخ سعدی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ''جب اللہ تعالیٰ نے ان کی شدید عداوت کو بیان فرمایا اور ان کی بری خصلتوں کو واضح کیا، تو اپنے مؤمن بندوں کو صبر اور تقویٰ سے چمٹنے کا حکم دیا۔ [اور یہ بیان فرمایا، کہ] جب وہ ایسا کریں گے، تو دشمنوں کا مکر و فریب ان کا کچھ بھی بگاڑ نہ پائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا، ان کی کرتوتوں اور ان کی مکارانہ کارستانیوں کا احاطہ فرمائے ہوئے ہیں اور انہوں نے تم سے یہ وعدہ فرمایا ہے، کہ تمہارے راہِ تقویٰ اختیار کرنے کی حالت میں وہ تمہیں ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ لہٰذا تم اس وعدہ کے بارے میں شک نہ کرو۔'' ❷

۴: علامہ الوسی اس آیت کی تفسیر میں قلم بند کرتے ہیں: ''صبر و تقویٰ کی برکت سے نہ تو وہ تمہیں زیادہ نقصان پہنچا سکیں گے اور نہ ہی تھوڑا، کیونکہ یہ دونوں عمدہ طاعت گزاری اور بہترین اخلاق میں سے ہیں۔ ان دونوں سے اپنے آپ کو آراستہ کرنے والا شخص دشمن کے مکر کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی حفظ و عنایت میں ہوتا ہے۔'' ❸

(۱۱) غم سے نجات / (۱۲) خارج از تصور جگہ سے رزق

تقویٰ کی عظیم الشان برکات میں سے یہ بھی ہے، کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے لیے غموں سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتے ہیں اور وہاں سے رزق عطا فرماتے ہیں، جہاں ان کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ ذیل میں اس بارے میں توفیق الٰہی سے دو آیتوں کے حوالے سے گفتگو کی جا رہی ہے:

---

❶ ملاحظہ ہو: التفسير الكبير ۲۰۳/۸.

❷ تفسير السعدي ص ۱۲۹۔۱۳۰.

❸ روح المعاني ۴۱/۴. نیز ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ۱۸۳/۴؛ وتفسير البيضاوي ۱۷۷/۱. وتفسير أبي السعود ۷۷/۲.

۱: ارشادِ رب العالمین ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾ [1]

[اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، وہ اس کے لیے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور وہ اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے، جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔]

﴿ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ﴾ کی تفسیر:

علمائے امت نے اس ارشادِ ربانی کے معنی کو خوب واضح کیا ہے۔ ذیل میں چند ایک کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے: ''اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت کے ہر دکھ سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔''

۲: ابو العالیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے: ''اس کے لیے اللہ تعالیٰ ہر سختی سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتے ہیں۔''

۳: ربیع بن خثیم بیان کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ اس کو ہر اس چیز سے، جو لوگوں کے لیے تنگی کا سبب بنتی ہے، چھٹکارا دے دیتے ہیں۔'' [2]

۴: قاضی ابوسعود تحریر کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس کے لیے زوجین کے درمیان پیدا ہونے والے غموں، مشکلات میں پھنسنے اور آنے والے دکھوں سے نجات کی صورت پیدا فرما دیتے ہیں۔

اور یہ بھی ممکن ہے، کہ ایک عام ضابطہ کے طور پر بات بیان کی گئی ہو۔ اور معنی یہ ہو، کہ جو شخص کسی بھی کام کے کرنے، نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت کے غموں سے چھٹکارے اور نجات کی صورت پیدا فرما دیں گے۔ [3]

۵: شیخ سعدی لکھتے ہیں: آیت اگرچہ طلاق اور رجوع کے ضمن میں وارد ہوئی ہے، لیکن مقصود عمومی معنی ہے۔ سو ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اور اپنے تمام احوال میں رضائے الٰہی

---

[1] سورة الطلاق / الآيتان ۲ و ۳۔ [2] ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ۱۸/ ۱۵۸۔

[3] ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود ۸/ ۲٦۱؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير ٤/ ۲/ ۵۰۰۔

کے حصول میں لگا رہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں ثواب عطا فرماتے ہیں، اور اسی ثواب میں سے یہ بھی ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر سختی اور مشقت سے نکلنے کے لیے نجات اور چھٹکارے کی صورت پیدا فرما دیتے ہیں۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار نہیں کرتا، وہ اس کو مشکلات اور بندھنوں میں جکڑ دیتے ہیں۔ وہ نہ تو ان سے چھٹکارا حاصل کر پاتا ہے اور نہ ان کے اثرات سے بچ سکتا ہے۔ [1]

﴿ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾ کی تفسیر:

اس ارشادِ ربانی کے معنی کو علمائے امت نے خوب اچھی طرح واضح کیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے دو کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

۱: امام ابن عیینہ نے بیان کیا ہے، کہ وہ رزق میں برکت ہے۔ [2]

۲: شیخ سعدی نے تحریر کیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ متقی کے لیے اس جگہ سے رزق مہیا فرماتے ہیں، جہاں اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ [3]

آیت شریفہ کا عظیم مقام:

۱: نبی کریم ﷺ نے اس ارشادِ ربانی کے عظیم الشان مقام و مرتبہ کو بیان فرمایا ہے۔ امام حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو پڑھنا شروع کیا:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا. وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾

انہوں نے مزید کہا: ''آنحضرت ﷺ اس کو دہراتے رہے، یہاں تک کہ میں اونگھنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''يَا أَبَا ذَرٍّ! لَوْ أَنَّ النَّاسَ أَخَذُوْا بِهَا لَكَفَتْهُمْ.'' [4]

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر السعدي ص ۹۵۳؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر البغوي ۳۵۷/۴؛ وتفسیر الخازن ۱۰۸/۷.

[2] ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۱۶۰/۱۸.

[3] ملاحظہ ہو: تفسیر السعدي ص ۹۵۳؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر الکشاف ۱۲۰/۴؛ وزاد المسیر ۲۹۱/۸-۲۹۲؛ وتفسیر ابن کثیر ۴۰۰/۴؛ وتفسیر أبي السعود ۲۶۱/۸.

[4] المستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر، ۴۹۲/۲. امام حاکم نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴۹۲/۲؛ والتلخیص ۴۹۲/۲).

[اے ابو ذر! اگر لوگ اس کو پکڑ لیں، تو یہ ان کے لیے کافی ہو جائے۔]

۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قرآن میں نجات والی سب سے بڑی آیت ﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴾ ہے۔'' ❶

ب: ارشادِ ربّ العالمین ہے:

﴿ وَلَوْ أَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَأَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ ❷

[اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے، تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں ضرور کھول دیتے، لیکن انہوں نے تکذیب کی، تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں پکڑ لیا۔]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، کہ اگر بستیوں والوں میں ایمان و تقویٰ آ جائے، تو وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) ان کے لیے خیر کو عام فرمادیں گے اور وہ انہیں ہر جانب سے میسر ہوگی۔

ارشادِ ربانی ﴿ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ﴾ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا:

''ہم ان پر خیر کی برکھا برسا دیں گے اور ہر جانب سے ان کے لیے اس کو آسان فرمادیں گے۔'' ❸

آیت شریفہ کے حوالے سے تین باتیں:

اس آیت کریمہ کے حوالے سے درج ذیل تین باتیں خصوصی طور پر قابلِ توجہ ہیں:

ا: اللہ تعالیٰ نے ایمان اور تقویٰ والوں کے لیے [برکات] کے کھولنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور [بَرَكَاتٌ] [بَرَكَةٌ] کی جمع ہے۔ اور اس سے مراد، جیسا کہ علامہ راغب اصفہانی نے بیان کیا

---

❶ تفسیر ابن کثیر ٤/٤٠٠؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابن مسعود رضی اللّٰه عنه ٢/ ٦٥١.

❷ سورة الأعراف/ الآیة ٩٦.

❸ منقول از تفسیر أبي السعود ٣/٢٥٢.

ہے، کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کی خیر کا باقی رہنا ہے۔ [1] اور علامہ بغوی کے بقول کسی چیز کا دوام و استمرار ہے۔ [2]

دونوں حضرات کے بیان کردہ معانی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ ایمان وتقویٰ والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ چیزوں کی خیر جاری ہوگی، نہ تو ان چیزوں میں شر ہوگا اور نہ ہی بعد میں ان کے نتائج اور اثرات میں۔

علامہ اصفہانی نے خود اس بات کو واضح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: ''اس کو [بَرَكَةٌ] اس لیے کہا گیا ہے، کیونکہ اس میں خیر اسی طرح باقی رہتی ہے، جس طرح کہ [بِرْكة] [حوض] میں پانی باقی رہتا ہے۔'' [3]

اس بارے میں شیخ سیّد محمد رشید رضا نے لکھا ہے: اہل ایمان پر جو برکت ونعمت کھولی جاتی ہے۔ وہ اس کے عطا کیے جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں، وہ ان پر راضی ہوتے ہیں، ان کی کرم نوازی پر شاداں وفرحاں ہوتے ہیں اور ان کی نعمتوں کو شر کی بجائے راہِ خیر میں، فساد کی بجائے اصلاح میں استعمال کرتے ہیں۔ انہیں اپنے اس طرز عمل کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدلہ دنیا میں نعمتوں میں اضافے اور آخرت میں عمدہ ثواب کی صورت میں ملتا ہے۔ [4]

اسی حقیقت کو شیخ ابن عاشور نے بایں الفاظ بیان کیا ہے: ''[اَلْبُرْكَةُ] کا معنی ایسی عمدہ خیر ہے، کہ آخرت میں اس کا کوئی برا اثر نہیں ہوگا۔ اور یہ نعمت کی بہترین صورت ہوتی ہے۔'' [5]

۲: ارشادِ باری تعالیٰ ﴿ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ﴾ میں [برکات] جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اور یہ اس بات پر دلالت کناں ہے، کہ انہیں ملنے والی بابرکت اشیاء گوناگوں اقسام کی ہوتی ہیں۔ [6]

۳: اللہ تعالیٰ نے ﴿ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ ﴾ فرمایا: [برکات السماء] سے مراد بارش ہے اور [برکاتِ الأرض] سے مقصود پودے، پھل، مویشیوں اور چوپاؤں کی کثرت اور امن وسلامتی کا حصول

---

[1] ملاحظہ ہو: المفردات في غریب القرآن، مادة ''برك'' ص ٤٤ ؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر الخازن ٢٦٦/٢ .

[2] ملاحظہ ہو: تفسیر البغوي ١٨٣/٢ .

[3] المفردات في غریب القرآن، مادة ''برك'' ص ٤٤ .

[4] ملاحظہ ہو: تفسیر المنار ٢٥/٩ .

[5] تفسیر التحریر والتنویر ٢٢/٩ .

[6] ملاحظہ ہو: التحریر والتنویر ٢٢/٩ .

ہے۔اور یہ اس لیے فرمایا گیا، کیونکہ آسمان باپ کے قائم مقام، اور زمین ماں کی جگہ ہے۔اور ان ہی دونوں سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق وتدبیر کی بدولت تمام منافع اور عمدہ چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ❶

(۱۳)

کاموں کا سدھرنا

تقویٰ کی عظیم المرتبت برکات میں سے ایک یہ ہے، کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے اعمال سدھار دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا . يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ ❷

[اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور سیدھی بات کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی، اس نے بڑی کامیابی کو پالیا۔]

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کو حکم دیتے ہوئے فرما رہے ہیں، کہ وہ ان کا تقویٰ اختیار کریں اور وہ ان کی اس شخص کی مانند عبادت کریں، جو گویا کہ انہیں [دورانِ عبادت] دیکھ رہا ہو، اور وہ قول سدید کہیں، یعنی سیدھی بات، کہ اس میں کجی اور انحراف نہ ہو۔اور انہوں نے وعدہ فرمایا ہے، کہ اگر انہوں نے ایسے کیا، تو وہ ثواب میں ان کے اعمال کی اصلاح فرمادیں گے۔اور اصلاح اعمال سے مراد یہ ہے، کہ وہ انہیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائیں گے، ان کے سابقہ گناہوں کو معاف فرمائیں گے اور ان سے مستقبل میں جو گناہ سرزد ہوں گے، ان سے توبہ کی طرف ان کا میلان فرمادیں گے۔ ❸

شیخ سعدی نے لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو پوشیدہ اور ظاہری ہر حالت میں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اس میں سے خصوصیت کے ساتھ سیدھی بات کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ پھر

---

❶ ملاحظہ ہو: التفسير الكبير ۱۸۵/۱۲؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر الخازن ۲۶۶/۲؛ وتفسير التحرير والتنوير ۲۲/۹.

❷ سورة الأحزاب/ الآيتان ۷۰ و ۷۱.

❸ ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۵۷۳/۳.

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور سیدھی بات کہنے کے ثمرات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ يُصْلِحْ لَكُمْ ﴾ یعنی یہ (تقویٰ) تمہارے اعمال کی درستگی کا سبب اور قبولیت کا ذریعہ بن جائے گا، کیونکہ تقویٰ اختیار کرنے سے اعمال شرفِ قبولیت پاتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ [1]

[اللہ تعالیٰ متقیوں کا ہی عمل قبول کرتے ہیں۔]

تقویٰ کی بنا پر اللہ تعالیٰ انسان کو عمل صالح کی توفیق عطا فرماتے ہیں، اعمال کو برباد کرنے والی باتوں سے بچاتے ہیں، ان کے ثواب کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کو بڑھا چڑھا دیتے ہیں۔ اس کے برعکس تقویٰ اور سیدھی بات کا فقدان اعمال کی بربادی، عدم قبولیت اور ان کے اچھے آثار سے محرومی کا باعث بنتا ہے۔

﴿ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ﴾ وہ [اللہ تعالیٰ] تمہارے گناہ بھی معاف فرمادیں گے، جو کہ تمہاری ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔ تقویٰ کے ساتھ معاملات سیدھے ہوتے ہیں اور ہر ناپسندیدہ چیز دور ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [2]

[جس نے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی اطاعت کی، تو اس نے بڑی کامیابی کو پالیا] [3]

(۱۴)

ہر معاملے میں آسانی

تقویٰ کی عظیم برکات میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے معاملات میں آسانی پیدا فرمادیتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ أَمْرِهٖ يُسْرًا ﴾ [4]

---

[1] سورة المائدہ/ جزء من الآية ۲۷.

[2] سورة الاحزاب/ جزء من الآية ۷۱.

[3] ملاحظہ ہو: تفسیر السعدي ص ۷۳۳.

[4] سورة الطلاق/ جزء من الآية ٤.

[اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں آسانی فرمادیں گے۔]

مفسرین نے اس آسانی کی متعدد صورتیں بیان کی ہیں، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱: تقویٰ اختیار کرنے میں جو مشقت اور تنگی درپیش آتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آسانی سے تبدیل فرمادیتے ہیں۔ شیخ ابن عاشور تحریر کرتے ہیں: مقصود یہ ہے، کہ مردوں اور عورتوں کو اس مقام پر بیان کردہ احکام کو مضبوطی سے تھامنے کی نصیحت کی گئی ہے، کیونکہ جو کوئی حکمِ الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے پیش آمدہ مشقت پر صبر کرے گا، وہ متقی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو لاحق ہونے والی تنگی کو آسانی سے بدل دیں گے۔ ❶

۲: اللہ تعالیٰ اس کے کام میں آسانی، اور اس کے لیے دیگر اعمال صالحہ کا کرنا آسان فرمادیں گے۔ اس سلسلے میں قاضی ابوسعود نے تحریر کیا ہے: ''یعنی وہ اس کے معاملے کو آسان کردیں گے اور اس کو توفیق خیر عطا فرمائیں گے۔'' ❷

۳: اللہ تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے کاموں کو آسان فرمادیں گے۔ حافظ ابن جوزی رقم طراز ہیں: ''اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت کے کاموں کو سہل فرمادیں گے۔'' ❸

اللہ اکبر! متقی لوگوں کا اجر و ثواب کس قدر عظیم الشان ہے! اے اللہ کریم! ہم ناکاروں کو اس سے محروم نہ فرمانا۔ آمین یا ذالجلال والإکرام.

(۱۵)

قابل تعریف انجام کار

اس کائنات میں سنت الٰہیہ ہے، کہ قابل تعریف اور بہترین انجام صرف تقویٰ والے لوگوں کے لیے ہے، اس حقیقت کو متعدد آیات کریمہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند ایک کے حوالے سے ذیل میں گفتگو ملاحظہ فرمائیے:

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر التحریر والتنویر ٢٨/ ١٢٤.

❷ تفسیر أبي السعود ٨/ ٢٦٢ ؛ نیز ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ٣/ ٣٦ ؛ وفتح القدیر ٥/ ٣٤٠.

❸ زاد المسیر ٨/ ٢٩٥ ؛ نیز ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ٣٠/ ٣٦ ؛ وفتح القدیر ٥/ ٣٤٠.

ا: اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ تِلْكَ مِنْ أَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَآ إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَآ أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴾ [1]

[یہ غیب کی خبروں میں سے ہیں، جن کو ہم بذریعہ وحی آپ تک پہنچاتے ہیں۔ انہیں اس سے پہلے آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم، سو صبر کرتے رہیے۔ بلاشبہ انجام کار متقیوں کے لیے ہی ہے۔]

ب: اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴾ [2]

[اور اپنے گھرانے کے لوگوں کو نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس پر جمے رہیے۔ ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے، [بلکہ] ہم آپ کو رزق عطا کرتے ہیں اور بہترین انجام تو تقویٰ کا ہے۔]

ج: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَ لَا فَسَادًا وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ [3]

[یہ آخرت کا گھر ہم انہی لوگوں کے لیے مقرر کر دیتے ہیں، جو زمین میں نہ تو بڑائی کی چاہت رکھتے ہیں اور نہ فساد کی۔ اور عمدہ انجام متقیوں کے لیے ہے۔]

د: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان فرمایا، کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

﴿ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا إِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ [4]

[موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور صبر کرو۔ بلاشبہ یہ

---

[1] سورة هود ـ عليه السلام ـ الآية ٤٩.

[2] سورة طٰه / الآية ١٣٢.

[3] سورة القصص / الآية ٨٣.

[4] سورة الأعراف / الآية ١٢٨.

زمین اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں، اس کا مالک بنا دیتے ہیں، اور اخیر کامیابی متقی لوگوں ہی کی ہوتی ہے۔]

ارشادِ تعالیٰ ﴿ اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ [انجام کار متقیوں کے لئے ہے] سے مراد یہ ہے، کہ ان کے لئے تائید الٰہی ہے اور دنیا و آخرت میں ان کا انجام قابل تعریف ہوتا ہے۔ اس بارے میں ذیل میں چند ایک مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

۱: علامہ زمخشری نے لکھا ہے: ''اس بات کی خوش خبری ہے، کہ قابل تعریف انجام متقیوں کا ہی ہے۔'' ❶

۲: علامہ ابن عطیہ اندلسی ارشاد ربانی: '' ﴿ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴾ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خبر دی ہے، کہ انجام کار تقویٰ والوں کے لئے ہے۔ اور اسی میں سے دنیا میں نصرتِ الٰہی اور آخرت میں ان کی رحمت ہے۔ یہ خطاب نبی کریم ﷺ کے لیے ہے اور امت اس کے عمومی معنی میں داخل ہے۔'' ❷

۳: علامہ رازی نے قلم بند کیا ہے: ''ارشادِ ربانی ﴿ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ ہر وہ شخص، جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اور ان سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتے ہیں۔'' ❸

۴: حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: کہ دنیا و آخرت میں عمدہ انجام [اہل] تقویٰ کا ہے۔ ❹

۵: قاضی ابو سعود تحریر کرتے ہیں: ﴿ اَلْعَاقِبَةُ ﴾: یعنی قابل تعریف انجام کار ﴿ لِلتَّقْوٰى ﴾ تقویٰ والوں کے لیے ہے۔ مضاف [أَهْل] کو حذف کر کے [تقویٰ] مضاف الیہ کو اس کا قائم مقام کیا گیا، تا کہ اس بات کی جانب تنبیہ ہو جائے، کہ معاملہ کا دارو مدار تقویٰ پر ہے۔ ❺

۶: شیخ سعدی نے لکھا ہے: ﴿ وَالْعَاقِبَةُ ﴾ دنیا و آخرت میں انجام کار ﴿ لِلتَّقْوٰى ﴾ [تقویٰ [والوں] کے لیے] اور تقویٰ اوامر کا بجا لانا اور منہیات کو چھوڑنا ہے۔ جس شخص نے ایسا کیا، اس کے لیے انجام کار ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ [انجام کار

---

❶ الكشاف ۲/۱۰۵۔ ❷ المحرّر الوجيز ۱۱/۱۱۷۔
❸ التفسير الكبير ۱۴/۲۱۲۔ ❹ ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير ۳/۱۹۰۔
❺ ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود ۶/۵۱؛ نیز ملاحظہ ہو: روح المعاني ۱۶/۲۸۵۔

متقیوں کے لیے ہے] ❶

اے اللہ! ہم ناکاروں کو اپنا تقویٰ عطا فرمایئے اور دنیا و آخرت میں ہمارا بہترین انجام کار فرمانا۔ إنك سميع مجيب ياحي ياقيوم.

(١٦)

جہنم سے نجات

تقویٰ کی عظیم ترین برکات میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کو جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائیں گے۔ اس کے دلائل میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿ وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ❷ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظَّالِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا. ❸ ﴾❹

[اور تم میں سے ہر شخص اس پر سے ضرور گزرے گا۔ یہ آپ کے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔ پھر ہم تقویٰ اختیار کرنے والوں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو گھٹنوں کے بل اس میں گرا کر چھوڑ دیں گے۔]

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ''ارشاد باری تعالیٰ: ﴿ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوا ﴾ [پھر ہم متقی لوگوں کو نجات دیں گے] یعنی جب تمام مخلوق جہنم کی آگ کے اوپر سے گزرے گی اور کافر گناہ گار اپنے گناہوں کے بقدر اس میں گر جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ متقیوں کو ان کے اعمال کے مطابق نجات دیں گے۔ ان کا پل صراط کو عبور کرنا اور اس میں سرعت ان کے دنیا کے اعمال کے حساب سے ہوگی۔'' ❺

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر السعدي ص ٥٥٤.

❷ (حَتْمًا مَّقْضِيًّا): یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات حتمی ہے اور وہ مخلوق پر اس بات کا فیصلہ فرما چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: زاد المسير ٢٥٧/٥)

❸ (جِثِيًّا): یہ [جاث] کی جمع ہے اور اس کے معنی کے متعلق مفسرین کے پانچ اقوال ہیں: ۱: بیٹھے ہوئے، ۲: گروہ در گروہ، ۳: گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے، ۴: کھڑے، ۵: اپنے گھٹنوں پر کھڑے۔ (ملاحظہ ہو: زاد المسير ٢٥٣/٥).

❹ سورة مريم/ الآيتان ٧١ و ٧٢.

❺ تفسير ابن كثير ١٤٨/٣.

ب: امام مسلم نے ابو الزبیر سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے [کسی کو] جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے [ورود] کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا، تو انہوں نے فرمایا: ''ہم روز قیامت وہاں وہاں سے آئیں گے۔ دیکھو یعنی لوگوں سے اوپر۔'' ❶

انہوں نے بیان کیا: ''امتوں کو ایک ایک کر کے ان کے بتوں اور جس کی وہ عبادت کرتے تھے، کے ساتھ بلایا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ہمارے رب تعالیٰ تشریف لائیں گے اور فرمائیں گے: ''تم کس کو دیکھ رہے ہو؟''

وہ جواب میں عرض کریں گے: ''ہم اپنے رب تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں۔''

وہ فرمائیں گے: ''میں تمہارا رب ہوں۔''

وہ جواب میں عرض کریں گے: ''یہاں تک کہ ہم آپ کو دیکھ لیں۔''

بس اللہ تعالیٰ ہنستے ہوئے تجلی فرمائیں گے۔

انہوں نے بیان کیا: ❷ پس وہ انہیں لے چلیں گے اور وہ ان کے پیچھے جائیں گے۔ ان میں سے ہر انسان کو منافق ہو یا مؤمن نور دیا جائے گا، پھر وہ ان کے پیچھے جائیں گے۔ اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہوں گے۔ جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گے، وہ انہیں پکڑ لیں گے۔ پھر منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور اہل ایمان نجات پا جائیں گے۔ پہلا گروہ نجات پائے گا اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گے، وہ ستر ہزار ہوں گے، ان کا حساب بھی نہ لیا جائے گا۔ پھر ان کے بعد لوگ آسمان کے روشن ترین ستارے جیسے ہوں گے، پھر اسی طرح .... ❸

اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کو جہنم کے پل پر گزرتے وقت، اس میں گرنے سے محفوظ فرما کر سلامتی سے پار فرما دیں گے۔

---

❶ عبارت میں کچھ جھول ہے۔ صحیح عبارت [کا ترجمہ] یوں ہے: ہم روزِ قیامت ایک ٹیلے پر یعنی لوگوں سے بلندی پر ہوں گے۔ (ملاحظہ ہو: هامش صحيح مسلم للشيخ محمد فؤاد عبدالباقي ١٧٧/١).

❷ المسند میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''پس وہ انہیں لے چلیں گے اور وہ ان کے پیچھے جائیں گے، اور ...... الحدیث (ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحديث ١٥١١٤، ٣٢٨/٢٣). شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [اسناد کو صحیح مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٣٢٨/١٣).

❸ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، جزء من رقم الحديث ٣١٦ (١٩١)، ١٧٧/١-١٧٨.

اللہ اکبر! تقویٰ کا صلہ کس قدر عظیم ہے! اس دن ہم کس قدر اس کے محتاج ہوں گے! اے اللہ کریم! اپنے فضل وکرم سے اس دن ہمیں اپنی اس عنایت سے محروم نہ فرمانا۔آمین یاذالجلال والإکرام.

تنبیہ:

مفسرین کرام نے آیت کریمہ میں موجود لفظ [ورود] کے کچھ دیگر معانی بھی بیان فرمائے ہیں۔انہی میں سے پانچ درج ذیل ہیں:

۱: جہنم میں داخل ہونا

۲: جہنم کے اوپر سے گزرنا

۳: جہنم کے پاس حاضر ہونا ❶

۴: جہنم میں قریب سے جھانکنا اور دیکھنا

۵: قبر میں جہنم کی طرف دیکھنا ❷

[ورود] کا معنی کچھ بھی ہو، رب کریم اپنے فضل وکرم سے متقیوں کو اس سے نجات عطا فرمائیں گے۔

اے اللہ کریم! ہمارے نفوس کو تقویٰ عطا فرمایئے اور ورودِ نار کی تمام صورتوں سے محفوظ فرمانا۔آمین یارب العالمین.

(۱۷)

جنت کی وراثت

تقویٰ کا ایک عظیم القدر ثمرہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کو ابدی نعمتوں والی جنتوں کا وارث بنائے گا۔قرآنِ کریم کی متعدد آیات کریمہ میں اس بات کی بشارت دی گئی ہے۔ان میں سے چند ایک ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

۱: اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴾ ❸

---

❶ ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۵/۲۵۵۔۲۵۶۔ ❷ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۱۱/۱۳۶۔۱۳۸۔

❸ سورۃ مریم/ الآیۃ ۶۳۔

[یہ ہے وہ جنت، جس کا ہم اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو وارث بناتے ہیں، جو متقی ہوں]

جنت کا وارث بنانے کا معنی یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان پر یہ انعام فرمائیں گے، کہ وہ کامل ترین نعمتوں اور انتہائی مسرتوں والی جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ علامہ الوسی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: مراد یہ ہے کہ جس طرح ہم فوت ہونے والے کا مال وارث کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں اور اس کو اس مال سے فیض یاب ہونے کا موقع فراہم کردیتے ہیں، اسی طرح ہم متقی کو اس کا صلہ دیں گے اور اس سے بہرہ ور ہونے کا موقع نصیب کریں گے۔ وارث بنانے سے مقصود یہ ہے، کہ متقی کا صلہ اس کے پاس باقی رہے گا۔ بیچنے، ہبہ کرنے وغیرہ الفاظ کی بجائے وارث بنانے کے الفاظ استعمال کرنے کی حکمت یہ ہے، کہ وراثت میں انتقالِ ملکیت کی کامل ترین صورت ہے، کیونکہ اس میں فسخ کرنا، واپس لینا یا باطل کرنا ممکن نہیں۔ [1]

ب: اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴾ [2]

[اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ وہ متقیوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔]

ج: اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿ لٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِندِ اللّٰهِ وَمَا عِندَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ﴾ [3]

[لیکن جن لوگوں نے اپنے رب کا تقویٰ اختیار کیا، انہی کے لیے جنتیں ہیں، کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو: روح المعاني ۱۶/ ۱۱۳؛ نیز ملاحظہ ہو: الکشاف ۲/ ۵۱۶؛ وتفسیر البیضاوي ۲/ ۳۵؛ وتفسیر أبي السعود ۵/ ۲۷۳؛ وتفسیر السعدي ص ۵۳۱؛ وأضواء البیان ۴/ ۴۱۱؛ وتفسیر المراغي ۱۶/ ۶۹۔۷۰.

[2] سورۃ آل عمران/ الآیۃ ۱۳۳.

[3] سورۃ آل عمران/ الآیۃ ۱۹۸.

اور جو کچھ نیک بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے، وہ بہت ہی بہتر ہے۔]

شیخ سعدی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں: اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرنے والے اور ان کے ساتھ ایمان والے بندوں کے لیے دنیوی نعمتوں اور عزت کے علاوہ [جنتیں ہیں کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے]۔ اگر دنیا میں انہیں تنگی، مشقت، دشمنی اور مصیبت کا سامنا کرنا بھی پڑ چکا ہوگا، تو دائمی نعمتوں، مصیبتوں سے خالی زندگی اور آخرت میں حاصل ہونے والی مسرتوں اور خوشیوں کے مقابلے میں اس کی حیثیت انتہائی معمولی اور قلیل ہوگی۔ [1]

د: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ أُكُلُهَا دَآئِمٌ [2] وَّظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴾ [3]

[جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے، اس کی کیفیت یہ ہے، کہ اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس کے کھانے کی چیزیں اور سائے ہمیشگی والے ہیں۔ یہ تقویٰ اختیار کرنے والے لوگوں کا انجام ہے اور کافروں کا انجام کار دوزخ ہے۔]

ہ: اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ. اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴾ [4]

[بلاشبہ متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے [ان سے کہا جائے گا] تم ان میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔]

و: اللہ رب العالمین نے فرمایا:

﴿ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴾ [5]

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر السعدي ص ۱٤۷.

[2] (أُكُلُهَا دَآئِمٌ): یعنی اس کے میووں، کھانوں اور مشروبات میں نہ تو انقطاع آئے گا اور نہ ہی وہ ختم ہوں گے۔ (ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۲/ ۵٦۸).

[3] سورة الرعد/ الآية ۳۵.

[4] سورة الحجر/ الآيتان ٤۵ و ٤٦.

[5] سورة الزمر/ الآية ۲۰.

[لیکن جن لوگوں نے اپنے رب کا تقویٰ اختیار کیا، ان ہی کے لیے بالا خانے ہیں، جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالا خانے ہیں، ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔]

ز: رب ذوالجلال نے فرمایا:

﴿ وَسِيقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴾ [1]

[جن لوگوں نے اپنے رب کا تقویٰ اختیار کیا، ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کیے جائیں گے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے (پہلے سے) کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے محافظ ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو، مزے میں رہو، پس اس میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ۔]

ح: اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ أَمِيْنٍ . فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ . يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ . كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ . يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ. لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ . فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ [2]

[بلاشبہ متقی لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے، باغوں اور چشموں میں، باریک اور دبیز ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ یہ [بات] اسی طرح ہے۔ اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیں گے۔ وہاں اطمینان سے ہر قسم کے میووں کی فرمائشیں کرتے ہوں گے، وہاں سوائے اس موت کے جو دنیا میں آچکی تھی اور موت کا ذائقہ [بھی] نہ چکھیں گے، اور انہوں [یعنی اللہ تعالیٰ] نے انہیں دوزخ سے بچالیا۔ یہ آپ کے رب کے فضل سے ہوگا۔ بڑی کامیابی یہی ہے]

---

[1] سورة الزمر/ الآية ۷۳.

[2] سورة الدخان/ الآيات ۵۱_۵۷.

ط: اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ . فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴾ ❶

[بلاشبہ متقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے، قدرت والے بادشاہ کے پاس صدق و صفا کی مجلس میں۔]

ي: اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَّعُيُوْنٍ . وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ. كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ . إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ ❷

[بے شک متقی لوگ سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور انہیں اپنی خواہش کے مطابق پھل ملا کریں گے۔(ان سے کہا جائے گا) تم دنیا میں جو نیک اعمال کرتے تھے، ان کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ بلاشبہ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔]

اے اللہ کریم ہم ناکاروں کو بھی متقی بنادیجئے اور اپنی رحمت سے جنتوں کے وارثوں میں شامل فرمادیجئے۔آمین یاحي یاقیوم.

(۱۸)
حصول فلاح

تقویٰ کے عظیم المرتبت ثمرات میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو فلاح کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے۔اس بارے میں دو دلائل درج ذیل ہیں:

ا: ﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ ❸

[اور تقویٰ الٰہی اختیار کرو، تاکہ تم فلاح پالو۔]

شیخ سعدی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: یہ ہے وہ نیکی، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجالا کر اور منہیات کو چھوڑ کر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو اختیار کرنا ہے۔ جو شخص

---

❶ سورة القمر/ الآيتان ٥٤ـ٥٥.
❷ سورة المرسلات/ الآيات ٤١ـ٤٤.
❸ سورة البقرة/ جزء من الآية ١٨٩. اور اسی طرح یہ سورۃ آل عمران میں جزء من الآية ١٣٠ اور جزء من الآية ٢٠٠ میں بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار نہ کرے، اس کے فلاح پانے کی کوئی سبیل نہیں، اور جس نے ان کا تقویٰ اختیار کیا، اس نے فلاح اور کامیابی کو حاصل کر لیا۔ [1]

ب: اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ [2]

[اے عقل مندو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔]

علامہ راغب اصفہانی کے بیان کے مطابق فلاح سے مراد مقصود کا پانا ہے۔ اور اس کی دو اقسام ہیں: دنیوی اور اخروی۔

دنیوی فلاح سے مراد ایسی سعادتوں کا پانا ہے، جن کے ساتھ دنیوی زندگی خوش گوار ہو جائے، اور وہ بقا، تونگری اور عزت ہیں۔

اخروی فلاح چار چیزیں ہیں:

فنا کے بغیر بقا،

فقیری کے بغیر تونگری،

ذلت کے بغیر عزت

اور جہل کے بغیر علم [3]

اے اللہ کریم! ہمیں فلاح دنیوی اور اخروی سے محروم نہ فرمانا اور ہمیں متقیوں میں شامل فرمانا۔ آمین یا حي یا قیوم.

(۱۹)

اولاد کی حفاظت

تقویٰ کی خیر و برکت صرف متقیوں تک ہی محدود نہیں رہتی، بلکہ اللہ کریم اس کی بدولت ان کی اولاد کی بھی حفاظت فرماتے ہیں۔ ربّ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر السعدي ص ۷۸.
[2] سورة المائدة/ جزء من الآية ۱۰۰.
[3] ملاحظہ ہو: المفردات في غريب القرآن، مادة "فلح"، ص ۳۸۵.

﴿ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴾[1]

[ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے، کہ اگر اپنے بعد وہ ناتواں [ننھے ننھے] بچے چھوڑ جائیں، جن کے بارے میں [ضائع ہونے کا] انہیں اندیشہ ہو۔ سو ان لوگوں کو چاہیے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں اور سیدھی بات کہیں۔]

شیخ قاسمی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: اس آیت میں ان باپوں کے لیے، جو اپنے بعد کمزور اولاد چھوڑنے سے ڈرتے ہیں، کے لئے اشارہ ہے، کہ وہ اپنے تمام معاملات میں تقویٰ اختیار کریں، تاکہ ان کی حفاظت کی جائے اور عنایت الٰہیہ سے ان کی مدد کی جائے۔

اس خبر میں باپوں میں تقویٰ الٰہی کے فقدان کی صورت میں اولادوں کے ضائع ہونے کی وعید ہے۔ اور اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ آباء و اجداد کا تقویٰ نسلوں کی حفاظت کرتا ہے اور نیک اشخاص کی [نیکی کی بنا پر ان کی] کمزور اولاد کی حفاظت کی جاتی ہے، جیسا کہ اس آیت میں ہے:

﴿ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوْهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَّبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِيْ ذٰلِكَ تَأْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴾[2]

[اور دیوار کا قصہ یہ ہے، کہ وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی، اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ سو آپ کے رب نے چاہا، کہ وہ دونوں اپنی جوانی [کی عمر] کو پہنچ جائیں اور اپنا دفینہ آپ کے رب کی رحمت سے نکال لیں۔ میں نے اپنی رائے اور اختیار سے نہیں کیا۔ یہ ہے حقیقت، جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔][3]

اے اللہ کریم! اپنے فضل و کرم سے ہمیں متقی لوگوں میں شامل فرما دیجئے اور تقویٰ کے ثمرات سے دنیا و آخرت میں محروم نہ رہنے دینا۔ إنك سميع مجيب.

---

[1] سورة النساء/ الآية ۹.
[2] سورة الكهف/ الآية ۸۲.
[3] تفسير القاسمي ۱۱۳۵/۵.

مبحث چہارم

اسباب تقویٰ

تمہید:

قرآن وسنت اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم سے حصول تقویٰ کے متعدد اسباب کا پتہ چلتا ہے۔ انہی میں سے کچھ اسباب کے بارے میں توفیق الٰہی سے درج ذیل عناوین کے ضمن میں گفتگو کی جارہی ہے:

۱: فرضیت تقویٰ کو پیش نظر رکھنا

۲: برکات تقویٰ کو پیش نگاہ رکھنا

۳: اللہ تعالیٰ اور تقدیر پر ایمان

۴: راہِ ہدایت پر آنا

۵: سبیل اللہ کی اتباع اور دیگر راہوں کو چھوڑنا

۶: عبادت کرنا

۷: روزے رکھنا

۸: عدل کرنا

۹: عفو ودرگذر کرنا

۱۰: قصاص

۱۱: مشکوک چیز کو ترک کرنا

۱۲: متقی حضرات کی سیرتوں کو پیش نظر رکھنا

۱۳: متقی لوگوں کی صحبت اختیار کرنا

۱۴: دعا

۱۵: ایک دوسرے کو کثرت سے تقویٰ کی تلقین کرنا

(۱)

فرضیت تقویٰ کو پیش نظر رکھنا

متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی کئی ایک احادیث میں تقویٰ کی فرضیت بیان فرمائی ہے۔ اس بات کو سمجھنا اور یاد رکھنا ایمان دار شخص کو متقی بنانے میں بہت اہم کردار کرے گا، کیونکہ بندہ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے حکم کی فوری تعمیل کے بغیر چارہ کار نہیں۔ اللہ جل جلالہ نے اہل ایمان کے متعلق خود بتلایا ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ [1]

[اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کے کسی بات کا فیصلہ کرنے کے بعد کسی ایمان دار مرد اور ایمان والی عورت کے لیے کوئی اختیار [باقی] نہیں رہتا، اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا، وہ صریح گم راہی میں پڑے گا۔]

(۲)

برکاتِ تقویٰ کو پیش نگاہ رکھنا

انسان مفید چیز کو پسند کرتا ہے اور اس کے حصول کی رغبت رکھتا ہے۔ اسی طرح ضرر رساں چیز کو ناپسند کرتا ہے اور اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ تقویٰ کی دنیا و آخرت میں کتنی ہی برکات اور ثمرات ہیں: اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و تکریم کا پانا، اللہ تعالیٰ کا ولی بننا، رسول اللہ ﷺ کی دوستی کا حاصل ہونا، محبوب الٰہی بننا، معیت الٰہیہ کا پانا، رحمت خاصہ سے بہرہ ور ہونے والوں میں شامل ہونا، گناہوں کا معاف ہونا، اجر عظیم کا ملنا، فرقان و نور سے نوازا جانا، دشمنوں کے مکر سے محفوظ کیا جانا، غم سے نجات، خارج از تصور جگہ سے رزق کا میسر آنا، کاموں کا سنورنا، ہر معاملہ میں آسانی کا نصیب ہونا، قابل تعریف انجام ہونا، جہنم سے نجات ملنا، جنت کے وارثوں میں شامل ہونا، فلاح کا حاصل ہونا اور فوت

[1] سورة الأحزاب/ الآية ٣٦.

ہونے کے بعد کمزور اولاد کا حفاظت الٰہیہ میں آنا۔ اگر تقویٰ کے یہ سب فوائد اور منافع انسان کی نگاہوں کے سامنے رہیں، ❶ تو وہ کیونکر تقویٰ سے منہ موڑ کر کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہوگا؟

جو شخص تقویٰ کے فیوض و برکات کو جاننا، سمجھنا اور یاد رکھنا چاہے، وہ کثرت اور توجہ سے قرآن و سنت کا مطالعہ جاری رکھے، کیونکہ ان دونوں میں اس بارے میں بہت کچھ موجود ہے۔

(۳)

اللہ تعالیٰ اور تقدیر پر ایمان

انسان کو متقی بنانے والی باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ اور تقدیر پر ایمان لائے۔ اس کی بدولت وہ اللہ تعالیٰ، ان کے جودوکرم، فضل و احسان، قدرت و جبروت، ان کے شدید غضب اور سنگین عذابوں سے آگاہ ہوگا۔ اور یہ سب کچھ اس کو اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجا لانے اور ان کی منہیات سے دور رہنے میں ابھاریں گے۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے اسی بات کی بوقت موت اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی۔ امام ترمذی نے عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے بیٹے ولید سے ہوئی، تو میں نے ان سے پوچھا: ''آپ کے والد کی بوقت موت وصیت کیا تھی؟''

انہوں نے جواب دیا: ''انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا:

'' يَا بُنَيَّ! اتَّقِ اللّٰهَ! وَاعْلَمْ أَنَّكَ لَنْ تَتَّقِيَ اللّٰهَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ.

فَإِنْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا دَخَلْتَ النَّارَ. إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: '' إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ، فَقَالَ: اُكْتُبْ.''

قَالَ: ''مَا أَكْتُبُ؟''

قَالَ: ''اُكْتُبِ الْقَدَرَ مَا كَانَ، وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ.'' ❷

---

❶ ان فوائد اور منافع کے بارے میں قدرے تفصیلی گفتگو اس کتاب کے ص ۶۳۔۱۰۵ میں گزر چکی ہے۔

❷ جامع الترمذي، أبواب القدر عن رسول الله ﷺ، باب، جزء من رقم الحديث ٢٢٤٤، ٦/٣٠٧-٣٠٨.

''اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اور اچھی طرح سمجھ لو، کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے اور ہر قسم کی تقدیر، خواہ وہ خیر کی ہو یا شر کی، کے ساتھ ایمان لائے بغیر، متقی نہیں بن سکتے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اس کو فرمایا: ''لکھو۔''

اس نے عرض کیا: ''میں کیا تحریر کروں؟''

انہوں نے فرمایا: ''تقدیر لکھو، جو ہو چکا اور جو ابد تک ہوگا [سب کچھ تحریر کرو]۔''

(۴)

راہِ ہدایت پر آنا

اللہ عزوجل کی اپنے بندوں پر یہ عنایت ہے، کہ جو کوئی راہِ ہدایت پر آئے، وہ اس کو مزید ہدایت عطا فرماتے ہیں اور نعمت تقویٰ سے نوازتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ نے خود ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ ﴾ [1]

[اور جو لوگ راہِ ہدایت پر آئے، اللہ تعالیٰ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتے ہیں اور انہیں ان کے تقویٰ کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔]

علامہ شوکانی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ﴿ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى ﴾ یعنی جو لوگ راہِ خیر کی ہدایت پا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور ان کے احکامات بجا لاتے ہیں، تو وہ انہیں مزید ہدایت کی توفیق عطا فرماتے ہیں ﴿ وَاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ ﴾ اور انہیں تقویٰ سے نوازتے ہیں اور اس کو اختیار کرنے میں ان کی اعانت فرماتے ہیں۔ [2]

(۵)

سبیل اللہ کی اتباع اور دیگر راہوں کو چھوڑنا

اللہ تعالیٰ کے اٹل اور قطعی ضابطوں میں سے ایک یہ ہے، کہ جو شخص ان کی راہ کی اتباع کرے اور

---

[1] سورة محمد ﷺ / الآية ۱۷.

[2] ملاحظہ ہو: فتح القدير ۵/۱/۵؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود ۹۶/۹؛ وأيسر التفاسير ۸۱/۵.

دیگر راہوں کو چھوڑ دے، وہ اس کو متقی لوگوں میں شامل ہونے کی سعادت سے بہرہ ور فرما دیتے ہیں۔

اللہ عزوجل نے خود ہی ارشاد فرمایا:

﴿ وَ أَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ [1]

[اور بلاشبہ یہ ہے میری سیدھی راہ، سو اس پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو، وہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس بات کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔]

شیخ قاسمی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: [ذٰلِكُمْ] سے اللہ تعالیٰ کی راہ کی پیروی اور دیگر راہوں کو چھوڑنے کی طرف اشارہ ہے۔ [2]

شیخ سعدی نے لکھا ہے: "﴿ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ جب تم اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ بات کو اپنے علم و عمل میں لے آؤ گے، تو اللہ تعالیٰ کے متقی اور فلاح پانے والے بندوں میں شامل ہو جاؤ گے۔" [3]

(۶)

عبادت کرنا

اللہ عزوجل نے اپنی عبادت کو تقویٰ کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [4]

[اے لوگو! تم اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور تمہارے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔]

شیخ سعدی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں: "ارشادِ تعالیٰ ﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾: اس بات کا احتمال ہے،

---

[1] سورة الأنعام/ الآية ۱۵۳.

[2] ملاحظہ ہو: تفسير القاسمي ۶/۷۸۷.

[3] تفسير السعدي ص ۲۸۳-۲۸۴.

[4] سورة البقرة/ الآية ۲۱.

کہ معنی یہ ہو: بلاشبہ تم جب صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گے، تو اس کی وجہ سے ان کی ناراضی اور عذاب سے بچ جاؤ گے، کیونکہ تم نے اس سے بچاؤ کا سبب اختیار کیا ہے۔اور یہ بھی احتمال ہے، کہ معنی یہ ہو: جب تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گے، تو تم تقویٰ سے آراستہ و پیراستہ ہو کر متقیوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

دونوں ہی معانی درست ہیں اور وہ ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں، کیونکہ صحیح معنوں میں عبادت کرنے والا متقیوں میں سے ہو جاتا ہے اور جو کوئی متقیوں میں سے ہو گیا، اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ناراضی سے نجات میسر آ جاتی ہے۔'' ❶

سید قطب نے تحریر کیا ہے: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾: شاید کہ تم انسانیت کی اس منتخب شدہ شکل میں منتقل ہو جاؤ، جو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں اور ان کے لیے تقویٰ اختیار کرنے والوں کی شکل ہے۔ ❷

(۷)
روزے رکھنا

روزوں کی عظیم ترین برکات میں سے ایک یہ ہے، کہ وہ روزہ داروں کو متقی بنانے کا سبب بنتے ہیں۔اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ ❸

[اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔]

شیخ سعدی اپنی تفسیر میں قلم بند کرتے ہیں: ''﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [تاکہ تم متقی بن جاؤ]، کیونکہ روزے تقویٰ کے بڑے اسباب میں سے ہیں، کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجا لانا اور ان کی منہیات کو ترک کرنا ہے۔'' ❹

---

❶ تفسير السعدي ص ۲۷.
❷ ملاحظہ ہو: في ظلال القرآن ۱/۴۷.
❸ سورة البقرة/ الآية ۱۸۳.
❹ تفسير السعدي ص۷۵. سورة البقرة/ الآية ۱۸۳.

سید قطب نے تحریر کیا ہے: اس طرح روزے کا بڑا مقصد واضح ہوتا ہے اور وہ تقویٰ ہے۔ اطاعت الٰہی کرتے ہوئے اور ان کی رضا کو ترجیح دیتے ہوئے، روزے کی ادائیگی کے دوران دلوں میں تقویٰ بیدار ہوتا ہے۔ اس قرآن کے مخاطبین اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ کے مقام و مرتبہ اور میزان الٰہی میں اس کے وزن کو جانتے ہیں۔ تقویٰ ان کی روحوں کا مطمح نظر ہوتا ہے۔ یہ روزہ اس کے حصول کے لیے ہتھیار ہے، اور اس تک پہنچانے والا ہے۔ قرآن کریم کا یہ بیان اس واضح منزل کو ان کی آنکھوں کے سامنے پیش کر رہا ہے اور وہ روزوں کے ذریعہ اس کی طرف رواں دواں ہیں ﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾۔[1]

(۸)

عدل کرنا

اللہ تعالیٰ نے عدل کو بھی سبب تقویٰ قرار دیا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِعْدِلُوْا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾[2]

[عدل کیا کرو، وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی پوری اطلاع ہے۔]

شیخ سعدی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ''تم جس قدر عدل کرنے کی حرص کرو گے، اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرو گے، تمہارے دل تقویٰ کے اسی قدر زیادہ قریب ہوں گے، عدل کے مکمل ہونے پر تقویٰ بھی کامل ہو جائے گا۔''[3]

تنبیہ:

اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ بات بیان فرمائی، کہ عدل تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، پھر حکم ارشاد فرمایا: ﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ﴾ [اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو]۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے قاضی ابوسعود تحریر کرتے ہیں: ''[عدل تقویٰ کے زیادہ قریب ہے] کے فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حکم دیا۔ اس میں تقویٰ کے مقام و مرتبہ کو بیان کرنے کا اہتمام اور اس بات کی تنبیہ کی ہے، کہ وہ معاملہ کی

---

[1] ملاحظہ ہو: في ظلال القرآن ۱/۱٦۸۔

[2] سورة المائدة/ جزء من الآية ۸۔

[3] تفسير السعدي ص ۲۱۸۔

اساس ہے۔ ❶

(۹)
عفو درگذر کرنا

بندے کو تقویٰ سے قریب کرنے والی ایک بات عفو و درگذر کرنا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَ أَنْ تَعْفُوْٓا أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾ ❷

[اور تمہارا معاف کر دینا تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔]

شیخ سعدی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: ''پھر اللہ تعالیٰ نے عفو و درگذر سے کام لینے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا، کہ معاف کرنے والا تقویٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے، کیونکہ ایسا کرنا احسان ہے، جو کہ شرحِ صدر کا موجب ہے۔'' ❸

(۱۰)
قصاص

اللہ کریم نے قصاص کو فرض کیا اور اس کو تقویٰ کا سبب بنایا۔ اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ ❹

[اے عقل مندو! اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔]

قاضی ابن عطیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ﴿ تَتَّقُوْنَ ﴾ اس کا معنی یہ ہے، کہ تم قتل کرنے سے اجتناب کر کے قصاص سے بچ جاؤ۔ پھر یہی بات تقویٰ کے دیگر کاموں کے لیے سبب بن جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت گزاری کا بدلہ مزید تابعداری کی توفیق کے ساتھ فرماتے ہیں۔ ❺

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود ۱۲/۳.

❷ سورة البقرة/ جزء من الآية ۲۳۷.

❸ تفسير السعدي ص ۹۷؛ نیز ملاحظہ ہو: التفسير الكبير ۱۴۵/۶.

❹ سورة البقرة/ الآية ۱۷۹.

❺ ملاحظہ ہو: المحرر الوجيز ۶۵/۲؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ۲۵۶/۲.

(۱۱)

مشکوک چیز کو ترک کرنا

تقویٰ تک پہنچانے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ بندہ شک وشبہ والی چیز اور کام سے دور ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيقَةَ التَّقْوٰى حَتّٰى يَدَعَ مَاحَاكَ فِي الصَّدْرِ." [1]

[بندہ تقویٰ کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پہنچتا، یہاں تک کہ وہ سینے میں کھٹکنے والی چیز کو نہ چھوڑ دے۔]

اس قول کی شرح میں امام نووی نے تحریر کیا ہے، کہ جو دل میں کھٹکے، اس سے سینے میں انشراح نہ ہو، اور اسکے کرنے میں گناہ کا ڈر رہو۔ [2]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "کامل تقویٰ یہ ہے، کہ تم اللہ تعالیٰ کے ڈر سے حلال کو بھی چھوڑ دو، کہ کہیں وہ حرام نہ ہو۔" [3]

اور جو شخص شبہ والی چیز اور بات کو چھوڑ دے گا، وہ تو واضح حرام سے بہت زیادہ دور ہو گا۔ امام بخاری نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ. وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشُكُّ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَااسْتَبَانَ." [4]

[جو شخص گناہ کے شبہ والی چیز کو چھوڑتا ہے، وہ واضح گناہ والی چیز کو بہت زیادہ ترک کرنے والا ہو گا۔ اور جو شخص گناہ کے شبہ والی چیز کے ارتکاب کی جرأت کرے گا، وہ واضح گناہ والی چیز میں بھی پھنسنے کے قریب ہو گا۔]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ: "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ"، ۱/۴۵.

[2] ملاحظہ ہو: عمدة القاري ۱/۱۱۶. [3] منقول از: فتح الباري ۱/۴۸.

[4] صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب الحلال بيّن والحرام بيّن وبينهما مشتبهات، جزء من رقم الحديث ۲۰۵۱، ۴/۲۹۰.

(۱۲)

متقی حضرات کی سیرتوں کو پیش نظر رکھنا

عام طور پر عمل کا اثر بات سے زیادہ ہوتا ہے۔ مشہور ضرب المثل ہے [Actions Speak Louder.] ❶ جو شخص متقیوں کے مقدس گروہ میں شامل ہونا چاہے، وہ حضرات متقین کی مبارک سیرتوں کا مسلسل مطالعہ اور تذکرہ کرتا رہے اور انہیں اپنی نگاہوں کے سامنے رکھے .اور ساری کائنات کے متقیوں کے امام ہمارے نبی کریم ﷺ، پھر دیگر انبیاء علیہم السلام، حضرات صحابہ اور سلف صالحین ہیں۔ رحمت الٰہیہ سے اُمید قوی ہے، کہ ان حضرات عالی مقام کی سیرتوں کو پیش نظر رکھنے سے اس کے دل میں راہ تقویٰ پر آنے کے لیے جذبہ صادقہ موجزن ہوگا اور اس بارے میں ذوق وشوق میں اضافہ ہوگا۔

(۱۳)

متقی لوگوں کی صحبت کا اختیار کرنا

صحبت کی تاثیر کا انکار ممکن نہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" اَلرَّجُلُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهِ ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ." ❷

[آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ایک غور کرے، کہ وہ کس سے دوستی استوار کر رہا ہے۔]

شرح حدیث میں علامہ طیبی رقم طراز ہیں: ''شیخ ابو حامد نے بیان کیا ہے: '' لالچی کی صحبت اور اس

---

❶ [ترجمہ: ''اعمال زیادہ اونچی آواز سے بولتے ہیں۔'']

❷ حضرات ائمہ احمد، ابوداود، ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسند ، رقم الحديث ٨٠٢٨، ٣٩٨/١٣ ؛ و سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب من يؤمر أن يجالس ، رقم الحديث ٤٨٢٣، ١٢٣/١٣؛ و جامع الترمذي ، أبواب الزهد، باب ، رقم الحديث ٢٤٨٤، ٤١/٧-٤٢؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب البر والصلة ، ١٤١/٤. الفاظ حدیث سنن أبي داود اور جامع الترمذي کے ہیں۔ امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٤٢/٧؛ وصحيح سنن أبي داود ٩١٧/٣ ؛ وصحيح سنن الترمذي ٢٨٠/٢). امام نووی نے [اس کی اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: رياض الصالحين ص ١٧٨).

کے ساتھ میل جول لالچ کو انگیخت دیتے ہیں۔ زاہد کی صحبت اور اس کے ساتھ ملنے جلنے سے دنیا سے زہد نصیب ہوتا ہے، کیونکہ دوسروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا اور ان کی اقتدا کرنا طبائع کی جبلت میں رکھا گیا ہے، بلکہ طبیعتیں تو ایک دوسرے کی عادات کو غیر شعوری طور پر چوری کر لیتی ہیں۔'' [1]

شرح حدیث میں شیخ مبارکپوری تحریر کرتے ہیں: ''(فَلْيَنْظُرْ): یعنی سوچ بچار اور تدبر کرے۔ (مَنْ يُخَالِلُ) یہ (الْمُخَالَةُ) سے ہے، اور اس سے مراد دوستی اور بھائی چارہ ہے۔ پس اس کو جس شخص کا دین اور اخلاق پسند ہو، اس سے دوستی قائم کر لے، اور جو ایسا نہ ہو، اس سے اجتناب کرے، کیونکہ طبیعتیں ایک دوسرے سے عادات و اخلاق چراتی ہیں۔ حالت کے سدھارنے اور بگاڑنے میں صحبت اثر انداز ہوتی ہے۔'' [2]

ایک اور حدیث شریف میں صحبت کی شدید تاثیر کو بیان کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً.

وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً''. [3]

[نیک اور بُرے دوست کی مثال کستوری والے اور بھٹی دھونکنے والے کی مانند ہے۔ کستوری والا یا تو تمہیں [تحفہ کے طور پر] دے گا، یا تم اس سے خرید لو گے، یا تم اس سے خوش بو ہی پا لو گے۔

اور بھٹی جھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا، یا تم اس سے بدبو دار دھواں حاصل کرو گے۔]

---

[1] شرح الطیبی ۱۰/۳۲۰۶۔ [2] تحفة الاحوذي ٧/٤٦.

[3] اس حدیث کو امام بخاری، امام مسلم نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب المسك، رقم الحدیث ٥٥٣٤، ٩/٦٦٠ ؛ وصحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب مجالسة الصالحین و مجانبة قرناء السوء، رقم الحدیث ١٤٦(٢٦٢٨)، ٤/٢٠٢٦. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

شرح حدیث میں علامہ طیبی نے لکھا ہے: بیان کیا گیا ہے، کہ اس میں صلحاء اور علماء کی صحبت اور مجلس اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں مفید ہے اور شریروں اور فاسقوں کی صحبت سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی ہے، کیونکہ وہ دینی اور دنیاوی دونوں اعتبار سے مضر ہے۔

[یہ بھی] بیان کیا گیا ہے، کہ اچھے لوگوں کی صحبت بھلائی کا وارث بناتی ہے، اور شریروں کی صحبت شر کا وارث بناتی ہے، جیسے کہ ہوا کا گزر اگر خوش بو پر ہو، تو وہ خوش بو پھیلاتی ہے، اور اگر اس کا گزر گندگی پر ہو، تو گندگی ہی کو اُٹھاتی ہے۔ ❶

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ تقویٰ کی رغبت رکھنے والے متقی لوگوں کی صحبت اور مجلس اختیار کریں۔ اور جو شخص اپنے بیٹوں کے لیے تقویٰ کو پسند کرے، وہ ان کے لیے دین دار بیویاں تلاش کرے اور جو کوئی اپنے بیٹیوں کے لیے تقویٰ کی رغبت رکھے، تو وہ ان کے لیے دین و اخلاق والے شوہر منتخب کرے۔

اے رب کریم! ہم ناکاروں، ہماری اولادوں، بہن بھائیوں اور ان کی اولادوں کو اہل تقویٰ کی صحبت نصیب فرمائیے اور شریروں کی صحبت سے محفوظ فرمائیے۔ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.

(۱۴)

دعا

دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ وہ اس کے ساتھ وہ کچھ پا لیتا ہے، جو کہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر پاتا۔ حصولِ تقویٰ کے لیے بھی دعا ایک انتہائی مؤثر، قوی اور کارگر ہتھیار ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ مخلوق میں سے سب سے زیادہ متقی شخص ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہتے تھے، کہ وہ انہیں تقویٰ عطا فرمائیں۔ ❷

تقویٰ کے خواہش مند حضرات و خواتین اللہ تعالیٰ سے کثرت سے اس کا سوال کرتے رہیں۔ رب رحیم فریادوں کو پورا فرمانے والے ہیں۔

---

❶ ملاحظہ ہو: شرح الطیبی ۱۰/۳۲۰۱۔۳۲۰۲۔

❷ اس بارے میں تفصیل کتاب کے صفحات ۴۶۔۴۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۵)

ایک دوسرے کو کثرت سے تقویٰ کی تلقین

ایک دوسرے کو تقویٰ کی تلقین کرنے کی متعدد خیر و برکات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے، کہ دوسروں کو تقویٰ کی نصیحت کرنے والے کو اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے نعمتِ تقویٰ سے نوازتے ہیں، اور بسا اوقات اس کی تلقینِ تقویٰ سے دوسرے بھی فیض یاب ہو جاتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ حضراتِ صحابہ کو انتہائی کثرت سے تقویٰ کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حصولِ تقویٰ کے خواہش مند حضرات و خواتین کثرت سے تقویٰ کی دعوت دینے کو اپنا دستورِ حیات بنائیں۔ شاید کہ مولائے کریم اس کی برکت سے انہیں بھی دولت تقویٰ سے نواز دیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ.

حرفِ آخر

اللہ عزوجل کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں، کہ انہوں نے [تقویٰ] ایسے عظیم الشان موضوع کے بارے میں اس حقیر کوشش کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ **فَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا خَلَقَ، وَمِلْءَ مَا خَلَقَ ، وَعَدَدَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ ، وَمِلْءَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ ، وَعَدَدَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ ، وَعَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ ، وَمِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ.** ❶

اب انہی سے عاجزانہ التجا ہے، کہ وہ اس معمولی سی کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں اور اس کو میرے، اسلام اور اہل اسلام کے لیے مفید اور خیر و برکت کا سبب بنا دیں، اور اس کی تیاری کے سلسلے میں میری جانب سے ہونے والی کوتاہی، کمی اور غلطی کو معاف فرما دیں۔ **إِنَّهُ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.**

نتائج کتاب:

توفیق الٰہی سے اس کتاب میں متعدد باتیں اُجاگر ہوئی ہیں، جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

ا: تقویٰ کا مفہوم:

علمائے اُمت نے تقویٰ کے لغوی اور شرعی معنی کو خوب واضح کیا ہے۔ان کے بیان کردہ تقویٰ کے شرعی معانی میں سے پانچ درج ذیل ہیں:

ا: اپنے آپ کو گناہ سے بچانے کی خاطر تاحدِ استطاعت جدو جہد کرنا۔

۲: صغیرہ کبیرہ سب گناہ چھوڑ دینا۔

۳: نفس کو گناہ گار بنانے والی ہر چیز سے محفوظ کرنا۔

---

❶ [ترجمہ: انہی کے لیے تعریف ہے، ان کی مخلوق کی گنتی کے بقدر، اور مخلوق کی بھرائی کے برابر۔ اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، ان کی گنتی کے بقدر، اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، اس کی بھرائی کے برابر، اور ان کی کتاب نے جو شمار کیا ہے، اس کی تعداد کے برابر۔ اور ہر چیز کی گنتی کے برابر۔ اور ہر چیز کی بھرائی کے بقدر۔]

۴: نفس کو سزا کا مستحق بنانے والی ہر بات سے دور رکھنا۔

۵: اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجالانا اور ان کی منہیات سے اجتناب کرنا۔

ب: تقویٰ کی اہمیت:

قرآن وسنت کی روشنی میں تقویٰ کی اہمیت متعدد پہلوؤں سے اُجاگر ہوتی ہے، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ نے پہلوں پچھلوں کو تقویٰ کا حکم دیا۔ تمام رسولوں، خاتم الرسل حضرت محمد ﷺ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ اہل ایمان اور تمام بنی نوع انسان کو بھی یہی حکم دیا۔

۲: تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی اُمتوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کرنے کا حکم دیا۔ قرآن کریم میں یہ بات بیان کی گئی ہے، کہ حضرات انبیاء نوح، ہود، صالح، ابراہیم، لوط، شعیب، الیاس اور عیسیٰ علیہم السلام اپنی اپنی قوموں کو دعوتِ تقویٰ دیتے رہے۔

۳: آنحضرت ﷺ دعوتِ تقویٰ کے متعلق حکمِ الٰہی کی تعمیل کا شدت سے اہتمام فرماتے رہے۔ اپنے خطبات میں چار آیات کی تلاوت فرماتے، جن میں چار مرتبہ تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے، حضرات صحابہ میں سے افراد، جماعتوں، مردوں اور عورتوں سب کو تقویٰ کا حکم ہر حالت اور ہر جگہ میں دیتے رہتے۔

۴: نبی کریم ﷺ کثرت سے اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کے عطا کیے جانے کا سوال کرتے رہتے۔ اس بارے میں کتاب میں آنحضرت ﷺ کی چار دعائیں نقل کی گئی ہیں۔

۵: صرف متقی لوگوں کی نیکی اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت حاصل کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے، بلکہ لوگوں کی طرف سے تقویٰ ہی پہنچتا ہے۔

۶: عبادات کا مقصود عبادت گزاروں کو متقی بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کے بے حیائی اور برائی سے روکنے کو، اس کے قائم کرنے کے حکم کا سبب قرار دیا ہے۔ اسی طرح فرضیتِ روزہ کی غرض و غایت ہمارا متقی بننا قرار دیا ہے۔

۷: قرآن کریم تمام انسانیت کے لیے ہدایت ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو تقویٰ والوں کے ساتھ مختص فرما دیا۔ اگر تقویٰ کی شان وعظمت کے متعلق اور کچھ بھی نہ ہو، تو صرف یہی ایک بات اس کی اہمیت واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔

۸: تقویٰ بہترین زادِ راہ ہے، وہ ہمیشہ رہنے والے مقام کا زاد ہے، وہ کامل ترین لذتوں اور جلیل القدر نعمتوں تک پہنچانے والا ہے۔

۹: تقویٰ بہترین لباس ہے، یہ لباس بندے کے ساتھ ہمیشہ باقی رہتا ہے، نہ تو یہ بوسیدہ ہوتا ہے اور نہ ہی ختم ہوتا ہے۔ یہ لباس قلب وروح کا جمال اور زینت ہے۔

۱۰: تونگری اور صحت میں تقویٰ کے بغیر کچھ خیر نہیں۔ تقویٰ کے بغیر اس بات کا خدشہ ہوتا ہے، کہ یہ دونوں نافرمانیوں میں اضافے اور تباہی وبربادی میں زیادتی کا باعث بنیں گی۔

۱۱: آنحضرت ﷺ نے اس بات کی تاکید فرمائی، کہ اپنا کھانا صرف متقی لوگوں کو ہی کھلائیں اور انہی کی صحبت اختیار کریں۔

۱۲: تقویٰ عزیمت والے کاموں میں سے ہے اور اس سے مقصود یہ ہے، کہ:

ا: اس کا عزم کرنا ہر ایک پر واجب ہے۔

ب: یا اس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے۔

ج: یا اس کا اختیار کرنے والا اصحاب عزیمت کا اجر وثواب پائے گا۔

ج: تقویٰ کی برکات:

کتاب وسنت میں تقویٰ کی بہت سی برکات اور فوائد کو بیان کیا گیا ہے، ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱: بندہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت وتکریم پاتا ہے، جس قدر وہ تقویٰ میں بلند ہوگا، اسی قدر اللہ تعالیٰ کے ہاں اونچا مقام ومرتبہ حاصل کرے گا۔

۲: تقویٰ کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اور رسول کریم ﷺ کے دوستوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست بننے کے بیش قیمت منافع اور فوائد ہیں، جن میں سے چھ درج ذیل

ہیں:

ا: خوف کا نہ ہونا

ب: غمگین نہ ہونا

ج: دنیوی زندگی میں خوش خبری

د: آخرت میں خوش خبری

ہ: عظیم کامیابی کے حصول کی شہادت

و: ان سے دشمنی رکھنے والے کے خلاف اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ

۳: تقویٰ کی وجہ سے بندہ رب العالمین کا محبوب بن جاتا ہے اور بیش قیمت برکات کو حاصل کرنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا: اللہ تعالیٰ کا ایسے شخص کا سمع و بصر ہونا

ب: دعاؤں کا قبول ہونا

ج: آسمان و زمین والوں کا محبوب بننا

۴: اہل تقویٰ کو اللہ تعالیٰ کی معیت، ان کی نصرت و تائید کے ساتھ حاصل ہوتی ہے، وہ ان کی حفاظت فرماتے ہیں اور ان کے معاملات کے سدھارنے میں ان کی اعانت فرماتے ہیں۔

۵: تقویٰ ان خوش نصیب لوگوں کی صفات میں سے ایک ہے، جن کے لیے رب رحمٰن و رحیم نے اپنی رحمت خاصہ تحریر فرما دی ہے۔ اے اللہ کریم! ہمیں بھی ایسے لوگوں میں شامل فرما دیجیے۔ آمین یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ.

۶: اللہ کریم تقویٰ کی بنا پر چھوٹے بڑے گناہ معاف فرما دیتے ہیں، اور لوگوں سے گناہوں کی پردہ پوشی فرما دیتے ہیں۔

۷: متقی لوگوں کے لیے اجر عظیم ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے مخلوق میں سے نہ تو کوئی اس کی مقدار کا احاطہ کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کا کما حقہ وصف بیان کر سکتا ہے۔

۸: تقویٰ والوں کو اللہ تعالیٰ حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ ان کا دل

منور ہو جاتا ہے، سینہ کھول دیا جاتا ہے اور ان کے علم و معرفت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۹: تقویٰ کو اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے مکر و فریب سے بچاؤ کے اسباب میں سے بنایا ہے۔ اہل تقویٰ ان کی سازشوں اور بُری تدبیروں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں ہوتے ہیں۔

۱۰: اللہ تعالیٰ متقیوں کو دنیا و آخرت کے ہر غم سے نجات عطا فرماتے ہیں اور ہر تنگی اور مشکل سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتے ہیں۔

۱۱: اللہ کریم اہل تقویٰ کو وہاں سے رزق عطا فرماتے ہیں، جہاں ان کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

۱۲: تقویٰ والوں کے اعمال اللہ تعالیٰ سدھار دیتے ہیں۔ انہیں اچھے کاموں کی توفیق میسر آتی ہے۔ کاموں کو ضائع کرنے والی باتوں سے اللہ تعالیٰ انہیں دور فرما دیتے ہیں، اور ان کے اچھے کاموں کے اجر و ثواب کو بڑھا چڑھا کر انہیں عطا فرماتے ہیں۔

۱۳: اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے معاملات میں آسانی پیدا فرما دیتے ہیں۔ اس آسانی کی مفسرین نے تین صورتیں بیان فرمائی ہیں:

ا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے میں پیش آمدہ مشقت کو آسانی سے تبدیل کرنا۔

ب: اللہ تعالیٰ کا ان کے لیے مزید اعمالِ صالحہ کرنا آسان فرمانا۔

ج: اللہ تعالیٰ کا ان کے دنیا و آخرت کے کاموں میں آسانی فرمانا۔

۱۴: قابل تعریف اور بہترین انجام صرف اہل تقویٰ کے لیے ہے، ان کے لیے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نصرت و اعانت اور آخرت میں ان کی رحمت ہے۔

۱۵: اہل تقویٰ کے لیے جہنم کی آگ سے نجات ہے۔

۱۶: اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو دائمی نعمتوں اور مسرتوں والی جنتوں کا وارث بنائیں گے۔

۱۷: اہل تقویٰ کے لیے فلاح ہے۔ ان کے لیے دنیا میں سعادتیں ہیں، جن سے ان کی دنیوی زندگی خوش گوار ہو جاتی ہے اور آخرت میں فنا کے بغیر ابدی اور دائمی زندگی، غربت و افلاس کے بغیر تونگری، ذلت کے بغیر عزت اور جہل کے بغیر علم ہو گا۔

۱۸: تقویٰ کی خیر و برکات صرف متقیوں تک ہی محدود نہیں رہتی، بلکہ اللہ کریم اس کی بدولت ان کی

اولاد کی بھی حفاظت فرماتے ہیں۔

اے اللہ کریم! ہم ناکاروں کو متقی لوگوں میں شامل فرما دیجیے اور دنیا و آخرت میں اس کی خیر و برکات سے بہرہ ورفرمانا۔آمین یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ.

د: اسباب تقویٰ:

قرآن وسنت اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم سے معلوم ہونے والے تقویٰ کے اسباب میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱: فرضیتِ تقویٰ کو پیش نظر رکھنا، کیونکہ بندہ مومن کا ایمان، اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے، متقی بننے پر مجبور کرے گا۔

۲: برکاتِ تقویٰ کو پیش نگاہ رکھنا، کیونکہ ہر ذی عقل اس صورت میں ان کے حصول کی خاطر راہِ تقویٰ پر آنے کے لیے جدو جہد کرے گا۔

۳: اللہ تعالیٰ اور تقدیر پر ایمان لانا، کیونکہ اس کی بدولت وہ اللہ تعالیٰ، ان کے جودو کرم، فضل و احسان، قدرت و جبروت، ان کے شدید غضب اور سنگین عذابوں سے آگاہ ہوگا اور یہ سب کچھ اس کو اوامرِ الٰہیہ کے بجالانے اور ان کی منہیات سے دور رہنے پر اُبھارتے ہیں۔

۴: راہِ ہدایت پر آنا، کیونکہ سنتِ الٰہیہ یہ ہے، کہ جو کوئی راہِ ہدایت پر آئے، اللہ تعالیٰ اس کو مزید ہدایت عطا فرماتے ہیں اور نعمتِ تقویٰ سے نوازتے ہیں۔

۵: سبیل اللہ کی اتباع اور دیگر راہوں کو چھوڑنا، کیونکہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ متقیوں میں شامل فرما دیتے ہیں۔

۶: عبادت کرنا، کیونکہ عبادت میں اوامر الٰہیہ کے بجا لانے اور منہیات سے دور رہنے کی تربیت ہوتی ہے۔قرآن کریم میں اس سلسلے میں نماز کے متعلق بتلایا گیا ہے، کہ وہ بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے اور فرضیتِ روزہ کی غرض و غایت لوگوں کو متقی بنانا بتلایا گیا ہے۔

۷: عدل کرنا، کیونکہ لوگ جس قدر زیادہ عدل کرنے کی کوشش کریں گے اور اس کے مطابق عمل کے لیے جدو جہد کریں گے، اتنے ہی ان کے دل تقویٰ کے قریب ہوں گے۔

۸: بندے کو تقویٰ کے قریب کرنے والی ایک بات عفو و درگذر ہے، کیونکہ ایسا کرنا احسان ہے، جو کہ شرح صدر کا سبب ہے۔

۹: قصاص، کیونکہ اس کی بدولت لوگ دوسروں پر زیادتی سے رُک جاتے ہیں، اور یہ بات دوسری نیکیوں کے کرنے پر اُبھارتی ہے، کیونکہ اللہ کریم نیکی کا صلہ مزید نیکیوں کے کرنے کی توفیق سے عطا فرماتے ہیں۔

۱۰: مشکوک چیز کو چھوڑنا، کیونکہ ایسا کرنے والا واضح حرام سے بہت دور ہوگا۔

۱۱: متقی حضرات کی سیرتوں کو پیشِ نظر رکھنا، کہ اس سے دل میں راہِ تقویٰ پر گامزن ہونے کا جذبہ صادقہ موجزن ہونے اور اس کے لیے ذوق وشوق میں اضافہ کی اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید ہوتی ہے۔

۱۲: متقی لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، کیونکہ صحبت کے قوی اثرات ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔

۱۳: حصولِ تقویٰ کے لیے اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعا کرنا، کیونکہ بندہ مومن دعا سے وہ کچھ حاصل کر لیتا ہے، جو کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر پاتا۔

۱۴: کثرت سے دعوتِ تقویٰ دینا، کیونکہ برکاتِ دعوت میں سے یہ بھی ہے، کہ اللہ تعالیٰ داعی کو اس چیز کی توفیق عطا فرماتے ہیں، جس کی وہ لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔

اپیل:

۱: مسلمانانِ عالم، بلکہ تمام بنی نوع انسان سے اپیل کرتا ہوں، کہ وہ تقویٰ کی حقیقت، اہمیت، برکات اور اس کے اسباب کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں اور انہیں ہمہ وقت پیش نظر رکھنے کا اہتمام کریں۔

۲: مشرق ومغرب میں موجود اہل اسلام کی خدمت میں تاکیدی گزارش ہے، کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو، اور دیگر لوگوں کو تقویٰ کی تلقین کرتے رہیں۔

۳: حضرات علمائے کرام، طالب علم ساتھیوں اور تعلیم وتربیت میں مشغول احباب سے التماس ہے، کہ وہ لوگوں کو تقویٰ اور اس کے متعلقہ اُمور سے آگاہ کریں اور اس سلسلے میں تسلسل سے تنبیہ و

تذکرہ فرماتے رہیں۔

۴: خود اپنے آپ کو اور تمام لوگوں کو تقویٰ الٰہی اختیار کرنے کی شدت سے تلقین کرتا ہوں، کہ یہ تمام معاملات کی اساس، اصل اور جڑ ہے۔

اَللّٰهُمَّ آتِ نُفُوْسَنَا تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا.
آمِيْن يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

فهرس المراجع والمصادر

١۔ " القرآن الكريم."

٢۔ " الإحسان في ترتيب صحيح ابن حبان " للأمير علاء الدين الفارسي، ط: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨ھ، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط.

٣۔ " الأدب المفرد " للإمام البخاري، ط: عالم الكتب بيروت، الطبعة الثانيه ١٤٠٥ھ، بترتيب أ. كمال يوسف الحوت.

٤۔ " أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن " للشيخ محمد الأمين الشنقيطي، ط: على نفقة سمو الأمير أحمد بن عبدالعزيز آل سعود، بدون طبعة، سنة الطبع ١٤٠٣ھ.

٥۔ " أيسر التفاسير لكلام العلي العظيم " للشيخ أبي بكر الجزائري، بدون اسم الناشر، الطبعة الأولى ١٤٠٧ھ.

٦۔ " تحرير ألفاظ التنبيه " أو " لغة الفقه " للإمام النووي، ط: دار القلم دمشق، الطبعة الأولى ١٤٠٨ھ، بتحقيق وتعليق: الأستاذ عبدالغني الدقر.

٧۔ " تحفة الأحوذي " شرح جامع الترمذي للشيخ محمد عبدالرحمن المباركفوري، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠ھ.

٨۔ " الترغيب والترهيب من الحديث الشريف " للحافظ المنذري، بتحقيق الشيخ مصطفى محمد عمارة، ط: دار الفكر بيروت، سنة الطبع ١٤٠١ھ.

٩۔ " تفسير البحر المحيط " للعلامة أبي حيان الأندلسي، بتحقيق الشيخ عادل أحمد وزملائه، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣ھ.

١٠۔ " تفسير البغوي " المسمَّى بـ " معالم التنزيل " للإمام البغوي، بإعداد وتحقيق الأستاذين

خالد بن عبد الرحمن العك ومروان سوار، ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

١١- تفسير البيضاوي المسمَّى بـ " أنوار التنزيل وأسرار التأويل " للقاضي البيضاوي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

١٢- " تفسير الخازن " المسمَّى بـ " لباب التأويل في معاني التنزيل " للإمام الخازن، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة، سنة الطبع ١٣٩٩هـ.

١٣- " تفسير السعدي " المسمَّى بـ " تيسير القرآن الكريم في تفسير كلام المنان " للشيخ عبد الرحمن بن ناصر السعدي، بتحقيق الشيخ عبدالرحمن بن معلاّ اللويحق، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

١٤- " تفسير أبي السعود " المسمَّى بـ " إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم " للقاضي أبي السعود، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٥- " تفسير الطبري " المسمَّى بـ " جامع البيان من تأويل آي القرآن " للإمام الطبري، بتحقيق الشيخ محمود محمد شاكر وأحمد محمد شاكر، ط: دار المعارف بمصر، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٦- " تفسير القاسمي " المسمَّى بـ " محاسن التأويل " للشيخ محمد جمال الدين القاسمي، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبدالباقي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٨هـ.

١٧- " تفسير القرآن بكلام الرحمن " للشيخ ثناء الله الأمرتسري، ط: دار السلام الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ ؛ بتخريج الشيخ عبدالقادر الأرناؤوط، ومراجعة الشيخ صفي الرحمن المباركفوري.

١٨- " تفسير القرطبي " المسمَّى بـ " الجامع لأحكام القرآن " للإمام أبي عبدالله القرطبي، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٩- " التفسير الكبير " المسمَّى بـ " مفاتيح الغيب " للعلامة فخر الدين الرازي، ط: دار

الكتب العلمية طهران، الطبعة الثالثة، بدون سنة الطبع.

٢٠۔ "تفسير ابن كثير" المسمّى بـ "تفسير القرآن العظيم" للحافظ ابن كثير، بتقديم الشيخ عبدالقادر الأرناؤوط، ط: دار الفيحاء دمشق ودار السلام الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

٢١۔ "تفسير المراغي" للشيخ أحمد مصطفى المراغي، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٤هـ.

٢٢۔ "تفسير المنار"، للشيخ السيّد محمد رشيد رضا، ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع.

٢٣۔ "التلخيص" (المطبوع بذيل المستدرك على الصحيحين) للحافظ الذهبي، ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع.

٢٤۔ "جامع الترمذي" (المطبوع مع شرحه تحفة الأحوذي) للإمام أبي عيسى الترمذي، ط: دار الكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٢٥۔ "خطبة الحاجة التي كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلّمها أصحابه" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الثالثة ١٣٩٧هـ.

٢٦۔ "روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني" للعلامة محمود الألوسي، ط:دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٥هـ.

٢٧۔ "رياض الصالحين" للإمام النووي، ط:دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة الرابعة ١٤٠١هـ، بتحقيق وتخريج الشيخ عبدالعزيز رباح والشيخ أحمد يوسف، و مراجعة الشيخ شعيب الأرناؤوط.

٢٨۔ "زاد المسير في علم التفسير" للحافظ ابن الجوزي، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى ١٩٨٤م.

٢٩۔ "سلسلة الأحاديث الصحيحة" (المجلد الأوّل، والثانى) للشيخ الألباني، ط: المكتب

الإسلامي ، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ؛ و(المجلد السادس) ط: مكتبة المعارف الرياض ، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

٣٠۔ " سنن أبي داود " (المطبوع مع عون المعبود) للإمام أبي داود، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

٣١۔ "سنن ابن ماجه " للإمام ابن ماجه ، بتحقيق د. محمد مصطفى الأعظمي ، ط: شركة الطباعة العربية السعودية، الطبعة الثانية ١٤٠٤هـ.

٣٢۔ "سنن النسائي" (المطبوع مع شرح السيوطي و حاشية السندي) للإمام النسائي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ١٣٤٨هـ.

٣٣۔ "شرح السنة " للإمام البغوي ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ، بتحقيق الشيخين شعيب الأرناؤوط و محمد زهير الشاويش.

٣٤۔ "شرح الطيبي على مشكاة المصابيح" للعلامة شرف الدين الطيبي، بتحقيق د. عبدالحميد هنداوي، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

٣٥۔ "شرح النووي على صحيح مسلم " للإمام النووي ، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة ، سنة الطبع ١٤٠١هـ.

٣٦۔ "صحيح البخارى" (المطبوع مع فتح الباري) للإمام البخاري، ط: مكتبة السلفية ، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣٧۔ "صحيح الترغيب والترهيب" بتحقيق الشيخ الألباني، ط: مكتبة المعارف بالرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.

٣٨۔ " صحيح الجامع الصغير وزيادته" اختيار الشيخ الألباني، ط: المكتب الاسلامي، الطبعة الثالثة ١٤٠٢هـ.

٣٩۔ "صحيح سنن الترمذي" اختيار الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج

الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ بإشراف الشيخ زهير الشاويش.

٤٠- "صحيح سنن أبي داود" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش.

٤١- "صحيح سنن ابن ماجه " اختيار: الشيخ الألباني ، ط: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش.

٤٢- "صحيح سنن النسائي" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، ط: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش.

٤٣- "صحيح مسلم" للإمام مسلم بن حجاج القشيري، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبدالباقي، نشر وتوزيع: رئاسة إدارة البحوث العلمية والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة ، سنة الطبع ١٤٠٠هـ.

٤٤- "عمدة القارئ" للعلامة بدر الدين العيني ، ط: دار الكتب بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٤٥- "عون المعبود شرح سنن أبي داود" للعلامة محمد شمس الحق العظيم آبادي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

٤٦- "غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام" للشيخ الألباني ، ط: المكتب الاسلامي، الطبعة الأولى ١٤٠٠هـ.

٤٧- "فتح الباري" للحافظ ابن حجر ، ط: المكتبة السلفية ، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٨- "فتح القدير الجامع بين فنّي الرواية من علم التفسير" للعلامة محمد ابن علي الشوكاني، بتعليق: الأستاذ سعيد محمد اللحام، ط: المكتبة التجارية مكة المكرمة، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٤٩- " في ظلال القرآن" للأستاذ سيد قطب، ط: دار الشروق بيروت، الطبعة الرابعة ١٣٩٧هـ.

٥٠۔ "القاموس المحيط"للعلامة الفيروز آبادي،ط:دار الجيل بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٥١۔ "كتاب التسهيل لعلوم التنزيل" للحافظ أبي القاسم الكلبي الغرناطي ، بتحقيق الأستاذين محمد عبدالمنعم اليونسي وإبراهيم عطوه عوض ، ط:دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

٥٢۔ "كتاب التعريفات" للعلامة علي بن محمد الشريف الجرجاني، ط: مكتبة لبنان بيروت.

٥٣۔ "الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل من وجوه التنزيل" للعلامة أبي القاسم الزمخشري، ط: دار المعرفة بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٥٤۔ "لسان العرب المحيط" للعلامة ابن منظور، ط: دار لسان العرب بيروت، إعداد: يوسف خياط

٥٥۔ "مجمع الزوائد و منبع الفوائد" للحافظ نور الدين الهيثمي ، ط: دار الكتاب العربي بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٢هـ.

٥٦۔ "المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز" للقاضي ابن عطية الأندلسي، بتحقيق المجلس العلمي بمكناس، بدون اسم الناشر، و بدون الطبعة ،سنة الطبع ١٤١٣هـ.

٥٧۔ "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" للعلامة الملا علي القاري، بتحقيق الأستاذ صدقي محمد جميل عطار، ط: المكتبة التجارية مكة المكرمة ، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٥٨۔ "المستدرك على الصحيحين" للإمام أبي عبدالله الحاكم، ط: دار الكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٥٩۔ "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

٦٠۔ "مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه" للحافظ أحمد بن أبي بكر الكناني البوصيري، بدراسة و تقديم الأستاذ يوسف الحوت، ط: دار الجنان بيروت، الطبعة الأولى

۱٤۰٦هـ.

٦١- "معالم السنن " للإمام سليمان الخطابي ، ط: المكتبة العلمية بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

٦٢- "المفردات في غريب القرآن"للعلامة الراغب الأصفاني، بتحقيق الأستاذ محمد سيد كيلاني، ط: دار المعرفة بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٦٣- "من صفات الداعية مراعاة أحوال المخاطبين" لـ فضل إلهي، ط:إدارة ترجمان الإسلام ججرانواله باكستان، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

٦٤- "نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر" للحافظ ابن حجر، قران محل كراتشي، بدون الطبع، وسنة الطبع.

٦٥- "النهاية في غريب الحديث" للإمام ابن الأثير، بتحقيق الأستاذين طاهر أحمد الزاوي ود. محمود محمد الطناجي، ط: المكتبة الإسلامية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٦٦- "هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للشيخ شعيب الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

٦٧- "هامش المسند" للشيخ شعيب الأرناؤوط و زملائه ، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبع الأولى ١٤١٧هـ.

صدر المؤلف

(باللغة العربية)

١- التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلامي.
٢- التدابير الواقية من الربا في الإسلام.
٣- حب النبي ﷺ وعلاماته.
٤- الحسبة: تعريفها ومشروعيتها ووجوبها.
٥- الحسبة في العصر النبوي وعصر الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم.
٦- شبهات حول الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.
٧- الحرص على هداية الناس (في ضوء النصوص وسير الصالحين).
٨- من صفات الداعية: اللين والرفق.
٩- مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر (في ضوء النصوص وسير الصالحين).
١٠- مفاتيح الرزق (في ضوء الكتاب والسنة).
١١- فضل آية الكرسي وتفسيرها.
١٢- من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين (في ضوء الكتاب والسنة).
١٣- أهمية صلاة الجماعة (في ضوء النصوص وسير الصالحين).
١٤- حكم الإنكار في مسائل الخلاف.
١٥- قصة بعث أبي بكر جيش أسامة رضي الله عنهما (دراسة دعوية).
١٦- الاحتساب على الوالدين مشروعية، ودرجاته، وآدابه.
١٧- الاحتساب على الأطفال.
١٨- السلوك وأثره في الدعوة إلى الله تعالى.
١٩- من تصلي عليهم الملائكة ومن تلعنهم.
٢٠- فضل الدعوة إلى الله تعالى.
٢١- إبراهيم عليه الصلاة والسلام أباً.
٢٢- مختصر حب النبي ﷺ وعلاماته.
٢٣- النبي الكريم ﷺ معلماً.
٢٤- ركائز الدعوة إلى الله سبحانه وتعالى.
٢٥- وسائل حب النبي الكريم ﷺ.
٢٦- شناعة الكذب وأنواعه.
٢٧- الأذكار النافعة.

مصنف کی اردو میں تحریر کردہ کتابیں

1۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں۔

2۔ رزق کی کنجیاں۔

3۔ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی۔

4۔ مسائل عیدین۔

5۔ مسائل قربانی۔

6۔ فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے۔

7۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد۔

8۔ فضائل دعوت۔

9۔ بچوں کا احتساب۔

10۔ والدین کا احتساب۔

11۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری۔

12۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے متعلق شبہوں کی حقیقت۔

13۔ نبی کریم ﷺ کی محبت کے اسباب۔

14۔ نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم۔

15۔ اذکار نافعہ۔

16۔ جھوٹ کی سنگینی اور اس کی اقسام۔

17۔ تقویٰ۔ اہمیت' برکات' اسباب۔

٨ ر.س
باللغة الأردية
تقویٰ
اس کتاب کے بُنیادی موضوعات
اس کتاب میں توفیق الٰہی سے مندرجہ ذیل موضوعات کے بارے میں
قرآن وسنت اور علمائے امت کے فرمودات کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے
☆ تقویٰ کے لغوی اور شرعی معنی کے متعلق 10 علمائے امت کے ارشادات
☆ قرآن وسنت کی روشنی میں 14 پہلوؤں سے تقویٰ کی اہمیت
☆ قرآن وسنت میں بیان کردہ تقویٰ کی 19 برکات
☆ قرآن وسنت اور اقوال صحابہ سے معلوم ہونے والے تقویٰ کے 15 اسباب
ردمک : ٢- ٨١٩- ٧٥- ٩٩٦٠
مطبعة سفير تليفون ٤٩٨٠٧٨٠ - ٤٩٨٠٧٧٦ الرياض